الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۱۰

جمعۃ المبارک ۲۸/مارچ ۲۰۰۳ء

۲۵/محرم ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۸/امان ۱۳۸۲ ہجری شمسی

شمارہ ۱۳

تنہائی میں رونے والا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

سات آدمی قیامت کے دن رحمت الٰہی کے سائے تلے ہوں گے۔ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے اللہ کو خلوت میں یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقة باليمين)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ“۔(حقیقة الوحی صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا مؤثر ذریعہ ہے۔اصل شکر تقویٰ اور طہارت میں مضمر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے اصحاب کی خدمتوں پر قدر دانی کے واقعات

(آیات قرآنی، احادیثِ نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور روایات صحابہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴/مارچ ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۴/مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد، تعوذ اور سورة فاتحہ کے بعد سورة فاطر کی آیات ۳۰ و ۳۱ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُو الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ ...... الخ﴾ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد گزشتہ خطبات میں جاری شکر کے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے سب سے پہلے بعض احادیث نبویؐ پیش کیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جسے نعمتوں سے نوازا گیا ہو اور وہ اس پر نظر نہ آئیں تو اسے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے والے اور اس کی نعمتوں سے دشمنی رکھنے والے کا نام دیا گیا ہے۔چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تحفہ ملتا تو آپ اسے استعمال میں لایا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے آج کے خطبہ میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اپنے مخلص اصحاب کی خدمتوں پر قدر دانی کا ذکر کرتے ہوئے چند مزید واقعات بیان فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی روایت ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارا کرتے تھے اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے تھے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے لوث دینی خدمات اور اَن گنت خوبیوں کے اعتراف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک فارسی نظم لکھی جس میں آپ فرماتے ہیں: عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر جان دی۔وہ دینِ اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔

حضرت حافظ نبی بخش صاحب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔آپ کے دستِ مبارک میں ایک عصا تھا۔ایک درخت سے پھل اتارنے کے لئے وہ عصا جب مارا تو وہیں اٹک کے رہ گیا۔اس پر حضرت حافظ نبی بخش صاحب بڑی پھرتی کے ساتھ اس درخت پر چڑھے اور وہ عصا اتار لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا بار بار بہت ہی پیار سے ذکر فرمایا اور کہا حافظ صاحب آپ نے تو کمال کر دیا بڑی پھرتی سے آپ درخت پر چڑھ گئے یہ آپ نے کیسے سیکھا؟ حضرت حافظ صاحب کو اس کی بہت خوشی ہوئی حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے اصحاب کی چھوٹی چھوٹی خدمات کا حضرت مسیح موعودؑ بہت محبت سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جن اصحاب سے تحریر و تالیف یا کاپی نویسی وغیرہ کی خدمت لیا کرتے تھے ان کا بھی آپ نے بارہا بہت محبت سے ذکر فرمایا ہے مثلاً حضرت منظور محمد صاحب کاپی نویس کے متعلق ایک دفعہ فرمایا کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا مؤثر ذریعہ ہے۔اس موقعہ پر حضور نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے چند دعائیں پیش فرمائیں۔

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا اس طرح بیان ہوئی ہے کہ اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

ایں درفکر دین احمد مغز جان ما گداخت

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام سے چند منتخب اشعار)

مے سزد گرخوں ببارد دیدۂ ہراہل دیں
بر پریشاں حالئ اسلام و قحط المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک وسہمگیں
سخت شورے اُوفتاد اندر جہاں ازکفر و کیں
آنکہ نفسِ اُوست ،از ہر خیر وخوبی بے نصیب
مے تراشد عیبہا ، در ذات خیر المرسلیںؐ
آنکہ ، در زندانِ ناپاکی ست،محبوس و اسیر
ہست ، در شانِ امامِ پاکبازاں نُکتہ چیں
تیر برمعصوم مے بارَد، خبیثے بد گہر
آسماں را مے سزَد ، گرسنگ بارَد بر زمیں
پیشِ چشمانِ شُما، اسلام درخاک اُوفتاد
چیست عذرے ،پیش حق ،اے مجمعُ المتنعّمیں
ہر طرف کُفر ست جوشاں،ہمچو افواجِ یزیؔد
دین حق بیمار وبیکس ،ہمچو زینُ العابدیؔں
مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرت ہائے خویش
خرّم و خنداں نشستہ، با بُتانِ نازنیں
عالماں را ،روز وشب ،باہم فساد از جوشِ نفس
زاہداں غافل سراسر ، از ضرورتہائے دیں
ہر کسے، ازبہرِ نفسِ دُونِ خود ، طرفے گرفت
طرفِ دیں خالی شُد و ، ہر دشمنے جست ازکمیں
اے مسلماناں ، چہ آثارِ مسلمانی ہمیں ست؟
دیں چنیں ابتر ، شُما در جِیفہ ُ دنیا رَہیں
کاخِ دنیا را ، چہ استحکام در چشمِ شُماسْت!
یا مگر ، ازدِل بِرُوں کردید ، موتِ اوّلیں
بر مسلماناں ہمہ ادبار ، زیں رَہ اُوفتاد
کز پئے دیں ، ہمت شاں نیست باغیرت قریں
گر بگردَو عالمے ، از راہ دینِ مصطفیؐ
از رہ غیرت ، نمے جُنبند ہم مِثل جَنیں
از رہِ دیں پروری،آمد عروج اندر نخست
باز چوُں آید ، بیاید ہم ازیں رَہ بایقیں
یا الٰہی باز کے آید ، زِ توُ وقتِ مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایّام و سِنیں
ایں دو فکر دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت
کثرت اعدائے ملّت ، قلّتِ انصارِ دیں
اے خدا، زُود آوَ، برما آبِ نُصرتہا بِبار
یا مرا بردار یا رب ، زیں مقامِ آتشیں
اے خدا ،نور ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را ، چشم کن روشن ، ز آیاتِ مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق ، اندریں سوز و گداز
نیست امّیدم ، کہ ناکامم بمیرانی دریں
کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را ، دستِ حق باشد نہاں در آستیں

ترجمہ: مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر خون کے آنسو روئے۔ خدا کے دین پر نہایت خوفناک اور پرخطر گردش آگئی۔ کفر وشقاوت کی وجہ سے سخت فساد برپا ہوگیا۔ وہ شخص جس کا نفس ہر ایک خیر وخوبی سے محروم ہے وہ بھی حضرت خیر الرسل کی ذات میں عیب نکالتا ہے۔ وہ جو خود ناپاکی کے قید خانے میں اسیر وگرفتار ہے وہ بھی پاکبازوں کے سردار کی شان میں نکتہ چینی کرتا ہے۔ بد اصل اور خبیث انسان اس معصوم پر تیر چلاتا ہے پس آسمان کو مناسب ہے کہ زمین پر پتھر برسائے۔ تمہاری آنکھ کے سامنے اسلام خاک میں مل گیا پس اے امیروں کے گروہ تمہارا خدا کے حضور میں کیا عذر ہے۔ افواج یزید کی مانند ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دین حق زین العابدین کی طرح بیمار وبیکس ہے۔ امراء عیش وعشرت میں مشغول ہیں اور حسین عورتوں کے ساتھ خرم وخنداں بیٹھے ہیں۔ عالم دن رات نفسانی جوشوں کی وجہ سے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ زاہد ضروریات دین سے بالکل غافل ہیں۔ ہر شخص نے اپنے ذلیل نفس کی خاطر ایک پہلو اختیار کرلیا۔ اس لئے دین کا پہلو خالی ہوگیا اور ہر دشمن کمینگاہ میں سے کود پڑا۔ اے مسلمانو! کیا یہی مسلمانی کی علامتیں ہیں۔ دین کی تو یہ حالت ہے اور تم دنیا کے مُردار پر فدا ہو۔ مسلمانوں پر ساری ذلت اسی وجہ سے پڑی ہے کہ دین کے معاملہ میں ان کی ہمت نے ان کی غیرت کا ساتھ نہیں دیا۔ اگر ایک جہان مصطفیؐ کے دین کی راہ سے پھر جائے تو جنین جتنی بھی وہ غیرت سے حرکت نہیں کرتے۔ پہلے جو ترقی ہوئی تھی وہ دین پروری کے راستہ سے ہوئی تھی پھر بھی جب ہوگی یقیناً اسی راہ سے ہوگی۔ اے خدا پھر کب تیری طرف سے مدد کا وقت آئے گا اور ہم پھر مبارک دن اور سال کب دیکھیں گے۔ دین احمدؐ کے متعلق ان دو فکروں اعدائے ملت کی کثرت اور انصار دین کی قلت نے میری جان کا مغز گھلا دیا۔ اے خدا جلد آ اور ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا۔ ورنہ اے میرے رب اس آتشیں جگہ سے مجھ کو اٹھا لے۔ اے خدا رحمت کے مطلع سے ہدایت کا نور ظاہر کر۔ اور چمکتے ہوئے نشان دکھلا کر گمراہوں کی آنکھیں روشن کر۔ جب تو نے مجھے اس سوز وگداز میں صدق بخشا ہے تو مجھے یہ امید نہیں کہ تو اس معاملہ میں مجھے ناکامی کی موت دے گا۔ سچوں کا کاروبار ہرگز نامکمل نہیں رہتا۔ سچوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ مخفی ہوتا ہے۔

(فتح اسلام صفحہ ۷۷ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

****

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اوّل

شکر تیرے ہی لئے ہیں۔

حضرت شدادؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہر معاملہ میں ثابت قدمی اور ہدایت پر استقامت چاہتا ہوں اور تجھ سے تری نعمتوں کا شکر اور تیری بہترین عبادت کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے قلبِ سلیم اور سچی زبان طلب کرتا ہوں اور ہر شر سے جسے تُو جانتا ہے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس نیکی کی توفیق مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے (ہر اُس گناہ کی) بخشش کا طلبگار ہوں جسے تُو جانتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ایک دعا ہے کہ: اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا تو نہایت ہی رحیم وکریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہوجاؤں۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے منظوم کلام میں بھی جا بجا فرمایا ہے جس کا ایک نمونہ یہ ہے:۔

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کی بار بار نصیحت کی گئی ہے اور بکثرت شکرگزاری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جیسے فرمایا کہ ﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ: ۱۵۳) یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو۔ حضور نے اس مضمون پر مشتمل بعض اور آیات قرآنیہ بھی پیش فرمائیں۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے بتایا کہ اصل شکر تقویٰ وطہارت میں مضمر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؑ کے الہام "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کا پس منظر بیان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر فرمایا کہ 'دعا فرمائیں' کا محاورہ استعمال نہ کیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا عشق تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کہ اس کی مثال نظر نہیں آتی مگر کسی ایک جگہ بھی آپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے دعا فرمائی۔ پس جب آپ لوگ مجھے لکھتے ہیں دعا کے لئے تو غلطی سے 'دعا فرمائیں' کا محاورہ لکھ دیتے ہیں جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کون ہوں جو خدا کے حضور کچھ 'فرما سکوں'۔ میرا تو محض عرض کرنا کام ہے۔ پس آپ بھی یہی دعا کیا کریں، یہی مجھے لکھا کریں کہ آپ خدا کے حضور یہ دعا عرض کریں۔

****

ایک تعارف

ذکری فرقہ

(سہیل احمد ثاقب بسرا)

مکران (پاکستان) ڈویژن جو پنجگور، گوادر اورتربت کے اضلاع پر مشتمل ہے، ذکریوں کا مسکن ہے۔ اس کے علاوہ کراچی شہر، اندرون سندھ خصوصاً شہداد پور اور کوئٹہ کے آس پاس ان کی آبادیاں قائم ہیں۔ بنیادی طور پر ذکری بلوچوں کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً بزنجو، ساجدی، شنگر، میاں زئی، ہومرانی اورسندرانی وغیرہ۔

مکرانی بلوچ من حیث المجموع ایک غیر ترقی یافتہ قوم ہیں اور لامتناہی مسائل سے دوچار ہیں۔ ان کی مختلف قبائلی رسوم رواج نے انہیں بے شمار نظر آنے والی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ بہت ہی کم لکھے پڑھے ہوتے ہیں بلکہ اکثر ان پڑھ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا پیشہ محنت ومزدوری سے تجاوز نہیں کرتا۔ ان کی اکثریت ماہی گیری کے پیشہ سے منسلک ہے کیونکہ یہ لوگ ساحل سمندر پر بستے ہیں اور وہاں بہت اعلیٰ پیمانہ پر مچھلی کا کاروبار ہوتا ہے۔ اس لئے گوادر اور پسنی کی بندرگاہیں دنیا بھر میں مشہور ہیں اور ان بندرگاہوں پر آپ کو مکرانی بلوچ ہی کام کرتے نظر آئیں گے جو کہ ذکری فرقہ کے پیروکار ہیں۔

ان کی ابتداء تربت سے ہوئی جس کے بعد پسنی، گوادر اور کراچی شہر میں ان کے مراکز قائم ہوئے۔ ان چاروں شہروں میں ان کا ایک الگ الگ عالم دین جس کو یہ مُلّائی یا روحانی پیشوا کا نام دیتے ہیں، موجود ہوتا ہے جو ذکریوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرتا ہے۔

کراچی میں ذکریوں نے ’’آل پاکستان مسلم ذکری انجمن‘‘ قائم کی ہوئی ہے جس کے صدر عبدالغنی بلوچ ہیں۔ یہ انجمن کلری لین کراچی نمبر ۶ میں قائم ہے جس کا آغاز قیام پاکستان کے چند سال بعد ہوا تھا۔ اور بعد ازاں ایک طویل عرصہ تک گوشہ گمنامی میں رہی۔ جولائی ۲۰۰۰ء میں ذکریوں نے کراچی میں ہی ایک کانفرنس کی تھی جس میں فیصلہ ہوا کہ ذکری انجمن کو ایک بار پھر سے فعال بنایا جائے۔ انجمن کے دفاتر ہرروز شام کو سات بجے سے ۹ بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ علاوہ اس کے ہر اتوار کو صبح ۹ سے ۱۲ بجے تک ذکری حضرات اپنے فرقہ کو فروغ دینے کے لئے رضا کارانہ کام کرتے ہیں۔

ذکری حضرات کھلے بندوں تبلیغ نہیں کرتے بلکہ عام مسلمانوں سے بہت زیادہ خائف ہیں۔ ذکری خود کو مسلمان سمجھتے ہیں مگر عام مسلمان ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اور بارہا حکومت سے مطالبہ بھی کیا ہے کہ ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۱۹۷۸ء میں جنرل ضیاء الحق تربت شہر گئے تو ان کے سامنے علماء کا ایک وفد پیش ہوا کہ ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ جنرل صاحب نے تربت کی جامع مسجد میں تقریر کے دوران لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ اس مسئلہ کو کسی عدالت کے سپرد کر کے ہفتہ دو ہفتہ میں حل کرا دیں گے مگر بعد میں اس بابت پیش قدمی نہیں ہوئی۔

ذکری فرقہ کے پیروکاروں کی اکثریت ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اپنے فرقہ کی بابت کوئی خاطر خواہ علم نہیں رکھتی۔ کچھ زبانی روایات پر اب تک چلے آرہے ہیں۔ پڑھے لکھے طبقے کی کمی کی وجہ سے مذہبی لٹریچر بھی بہت کم ہے اور کچھ کتب لکھی بھی ہیں تو وہ عام مارکیٹ اور لائبریریوں تک نہیں پہنچائی گئیں۔ البتہ ان کے اپنے چند مخصوص مراکز ہیں جن سے ان کا لٹریچر بآسانی مل سکتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ ان کا تربت شہر میں ہولڈ (Hold) تھا اور ان کے اپنے نمائندے مرکزی و صوبائی اسمبلی میں چنے جاتے تھے۔ مگر جب سے جماعت اسلامی نے تربت شہر میں ختم نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے تو شہر کا امن برباد ہوگیا ہے اور ذکریوں کو اس قدر تنگ کیا گیا ہے کہ وہ مجبوراً شہر سے نکل کر آس پاس کی بستیوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ حالانکہ ذکریوں کی طرف سے بارہا اس امر کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں، وہ اپنے مہدی (سید محمد جونپوری) کو صرف امام کا درجہ دیتے ہیں، نبی نہیں مانتے۔ آخری نبی تو صرف ’’محمدؐ‘‘ ہی ہیں۔

ذکری فرقہ پر اس اجمالی نظر کے بعد ان کی تاریخ اور عقائد کی طرف آتے ہیں۔

وجہ تسمیہ

اس فرقہ کا ذکری کہلانا اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر خاص زور دیتے ہیں، حتی کہ نماز کا متبادل کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی کتاب ’’ذکر وحدت‘‘ جس میں ذکر کرنے کے اصول اور مختلف ادعیہ کا بیان ہے، مرقوم ہے: ’’ذکری نام ہم کو ہمارے طریقۂ عبادت ذکر اللہ سے ملا ہے‘‘۔

یہ لوگ ذکر کو نماز کا قائم مقام ٹھہراتے ہیں۔ ذکر میں اسی طرح قیام، رکوع وسجود کے پابند ہیں کہ جس طرح ایک عام مسلمان نماز کے دوران ان امور کی حفاظت کرتا ہے۔

ذکری فرقہ کی تاریخ

مکران ڈویژن میں یہ فرقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقہ میں تین قبائل کی حکومت رہی ہے۔ بلیدی، ملک اور گچکی۔ یہ قبائل ہیں جن کے درمیان اقتدار کی جنگ مکران میں رہی ہے۔ ذکری فرقہ کا ظہور بلیدی حکومت کی آمد کے ساتھ ہوا۔ اس سے پیشتر اس عقیدے کے نشانات مکران میں نہیں پائے جاتے تھے۔ ابوسعید بلیدیوں کا پہلا حکمران تھا کو گرم سیل وادی بلمند کا رہنے والا تھا۔ یہ علاقہ فراہ (افغانستان) کے قریب ہے۔

اسی دور میں ذکریت کو فروغ ملا اور ایک فرقہ کی صورت میں سامنے آنا شروع ہوا۔ اس کے بعد گچکیوں کا دور حکومت آیا جس میں بھی ذکریت کو مسلسل فروغ ملتا رہا۔ ذکریوں کے تنزل کا وہ زمانہ ہے جب نصیر خان نوری، جو قلات کی ریاست کا حکمران تھا، نے مکران پر حملہ کر کے ذکریوں کو پسپا کیا اور انہیں بدعتی قرار دے کر ان کی نسل کشی کی گئی۔ اس کا دور ۱۷۴۹ء سے لے کر ۱۷۹۴ء تک محیط ہے۔

نصیر خان نوری کے مکران پر حملہ کرنے کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ بعض کے نزدیک اپنی سلطنت کو طول دینے کے لئے مکران پر حملہ کیا گیا اور بعض کے نزدیک علماء کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ذکریوں کے خلاف لشکر کشی کی۔

مکران میں انگریزوں کی آمد کے ساتھ ہی یہ فرقہ ایک بار پھر منظم ہونا شروع ہوا۔ البتہ سرکاری دستاویزات میں اس فرقہ کو غیر مسلم ظاہر کیا۔ دیکھئے:

1. The Gazzatter of Baluchistan (Makran) p.119.
2. Census Report of India 1911 Baluchistan Chapter . p. 56.

یہ امور عام مسلمانوں کی طرف سے اس بات کے ثبوت کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں کہ انگریزوں کے دور میں ذکری غیر مسلم قرار دئے گئے تھے چنانچہ فی زمانہ بھی انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔

ذکری ذرائع ان ثبوتوں کی تردید کرتے ہیں۔ ان کے بقول یہ ثبوت انگریزی حکومت کو خوانین قلات کی طرف سے مہیا کئے گئے تھے۔ جن میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ ذکری کل بھی مسلمان تھے اور آج بھی مسلمان ہیں۔

۱۹۵۳ء میں جب جماعت احمدیہ کی مخالفت زوروں پر تھی اس سے دوسرے فرقے بھی چوکس ہوگئے۔ چنانچہ ۱۹۵۴ء میں مہدوی اور ذکری لیڈروں نے ایک مشترکہ تنظیم کا اعلان کردیا اور یہ تنظیم ’’ذکری مہدوی آرگنائزیشن‘‘ کے نام سے موسوم ہوئی جس کا مقصد سوشل اور مذہبی حقوق کا تحفظ تھا۔

۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو اقلیت قرار دیا گیا اور اس طرح پاکستان میں فرقہ بندی کا ایک نیا دروازہ کھول دیا گیا۔ ۱۹۷۷ء میں ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا ڈھونگ رچایا تو ایک بار پھر بنیاد پرست علماء کی طرف سے ذکریوں کے خلاف شوروغوغا بلند ہوا اور ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کے تقاضے شروع ہوگئے اور تا حال جاری ہیں۔

امام مہدی

ذکری عقائد کی رو سے سید محمد جونپوری مہدی آخر الزمان تھے۔ ذکریوں کے نزدیک سید محمد جونپوری مہدی بن کر آگئے ہیں اور قرآن وسنت میں مذکور پیشگوئیوں کے مصداق ہیں۔

سید محمد جونپوری ۸۴۷ ہجری (۱۴۴۳ء) شہر جونپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید محمد عبداللہ اور والدہ کا نام بی بی آمنہ تھا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور بحث وتمحیص میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کو علماء کی طرف سے ’’اسد العلماء‘‘ کا خطاب ملا۔

چالیس برس کی عمر میں جونپور سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور مکہ میں طواف کرتے ہوئے اعلان کردیا کہ وہی امام مہدی موعود ہیں۔

۹۰۵ ہجری/ ۱۴۹۹ء ہندوستان واپس آ کر اپنے مہدی ہونے کے دعویٰ کو دہرایا اور بیعت کے سلسلہ کو شروع کردیا اور بعض خود مختار حکمرانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن میں شاہ بیگ (قندھار)، غیاث الدین خلجی (مالوہ)، نظام شاہ (احمد نگر) اور میر ذوالنون (فراہ) شامل ہیں۔

بعد ازاں علماء کے ایک خاص طبقہ نے ان کی مخالفت شروع کردی جس کی وجہ سے انہوں نے انڈیا سے ہجرت کی اور سندھ کے علاقہ ٹھٹھہ، مکران سے ہوتے ہوئے خراسان آئے اور ’’فراہ‘‘ کے مقام پر قیام کیا جہاں آخری دم تک رہے۔

اس ہجرت کے دوران آپ تقریباً اٹھارہ ماہ سندھ میں مقیم رہے تھے۔ اسی قیام کے دوران بعض کے نزدیک ذکری فرقہ کی مکران میں بنیاد رکھی گئی۔

ذکری ومہدوی فرقہ

ذکری اور مہدوی فرقہ کے پیروکار، سید محمد جونپوری کو ہی اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ دونوں فرقے ایک ہی پیشوا کے معتقد ہیں تو پھر یہ دو حصوں میں کیونکر تقسیم ہوئے۔ اور کیا ان کے عقائد وغیرہ میں بھی مماثلت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ سید محمد جونپوری کا مسکن تو ہندوستان میں تھا تو مکران کے علاقے میں کس طرح یہ تحریک پہنچ گئی؟

ذکری ذرائع کے مطابق یہ ایک ہی تحریک کے دو نام ہیں۔ البتہ عقائد میں جو کچھ فرق ملتا ہے اس کی وجہ مسافتوں کی دوری، رسل ورسائل کی کمی اور جہد مسلسل کا فقدان ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں فرقے ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے حتی کہ ذکری اور مہدوی دو الگ الگ ناموں سے روشناس ہوئے۔ کچھ دانشور اور چند ذکری اہل قلم ایسے بھی ہیں جو ان دونوں تحریکوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں اور کچھ توجیہات پیش کرتے ہیں۔

بلوچستان کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب سید محمد جونپوری نے دعویٰ کیا تو مخالفت کی وجہ سے گجرات کے راستہ سندھ آئے اور پھر قندھار کا رخ کیا۔ وہاں سے وادی بلمند تشریف لے گئے اور ’’فراہ‘‘ کے مقام

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

پر سکونت اختیار کی اور یہیں فوت ہو گئے۔ البتہ ذکریوں کے نزدیک وہ ایران سے ہوتے ہوئے تربت آئے اور کوہِ مراد پر دس برس قیام کیا اور اپنی تعلیمات کا پرچار کیا اور پھر روپوش ہو گئے۔

ایک اور مصنف اس بابت لکھتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید محمد کی بجائے ان کے شاگردوں میں سے کسی نے مکران کے علاقہ میں اس فرقہ کی بنیاد رکھی ہو۔ یہ فرقہ بلیدی حکمرانوں کے دور میں منظر عام پر آیا۔ اس سے یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ ابوسعید جو پہلا بلیدی حکمران تھا وہ وادی ہلمند کے علاقہ ''فراہ'' سے ہجرت کر کے مکران آئے ہوں اور ان کے ساتھ ہی یہ فرقہ ''فراہ'' سے مکران آ گیا ہو کیونکہ تاریخی لحاظ سے یہ وہی زمانہ ہے کہ جب سید محمد جونپوری ''فراہ'' کے مقام پر قیام پذیر تھے۔

خاکسار کی رائے کے مطابق جب سید محمد جونپوری نے ہندوستان سے ہجرت کی اور سندھ تشریف لائے تو اسی دوران وہ مکران کے علاقہ میں کوہ مراد پر اٹھارہ ماہ کے قریب ٹھہرے ہونگے۔ جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں مصروف رہے اور اس طرح ان کے قیام کے دوران ہی یہاں ان کے کچھ معتقد پیدا ہو گئے ہونگے کہ جنہوں نے ان کی تعلیمات کو بعد میں پھیلایا ہوگا۔ اور جو ذکریوں کی طرف سے ہی کہا جاتا ہے کہ وہ کوہ مراد سے روپوش ہو گئے تھے دراصل وہ یہاں سے چپکے سے ''فراہ'' ہجرت کر گئے ہونگے اور فراہ (افغانستان) کے مقام پر ہی انتقال فرما گئے۔

عقائد

ذکری حضرات کے عقائد عام مسلمانوں سے کچھ ہٹ کر ہیں۔ ان کے لٹریچر میں تین طرح کے ''کلمے'' ملتے ہیں:

ا......**لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ۔**

۲......**لاالہ الا اللّٰہ نور پاک محمد مھدی رسول اللّٰہ۔**

۳......**لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین نورپاک ، نور محمد رسو ل اللہ صادق الوعد ا لامین۔**

ذکریوں کو یہ تینوں کلمے مُسَلّم ہیں البتہ ذکریوں کا کہنا ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ذکریوں کا کلمہ طیبہ (جو عام وخاص مسلمانوں کو مسلّم ہے) پر ایمان ہے البتہ ذکری مسلک میں امام مہدی آخرالزمان کو ایک خاص مقام حاصل ہے جو شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

ذکر

ذکریوں کے ہاں ذکر اور نماز میں کوئی فرق نہیں ہے اور ذکر اور نماز ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب صلوٰۃ جمعہ کے لئے پکارا جائے تو جلدی کرو۔ خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور تجارت چھوڑ دو کیونکہ اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ (الجمعہ:۹)

ذکری حضرات کا کہنا ہے کہ ''صلوٰۃ اور ذکر'' اسی ایک ہی آیت میں ایک ہی مقصد ومفہوم کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی چند اور آیا ت ذکر کے حق میں پیش کرتے ہیں۔

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔

ا......ذکر **چار تسبیحی** ۔

۲......ذکر **شش تسبیحی** ۔

۳......ذکر **دَہ تسبیحی**۔

ذکر **چار تسبیحی** بعداز طلوع آفتاب و وقت ظہر وعشاء پڑھتے ہیں۔ ذکر **شش تسبیحی** وقتِ سحر ومغرب پڑھتے ہیں اور اس ذکر کے آخر میں ایک قیام ایک رکوع، ایک سجدہ اور ایک قعدہ کرتے ہیں اور ذکر **دہ تسبیحی** تہجد میں دس قیام، دس رکوع، اور دس سجدے ہوتے ہیں۔ یہ ذکر بزرگ راتوں مثلاً لیلۃ القدر، شب معراج، شب نہم ذوالحج وشب دہم محرم میں پڑھا جاتا ہے۔

ذکر کے لئے کسی خاص سمت بیٹھنا لازمی نہیں ہوتا۔ عموماً دائرے کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر کی اجتماعی صورت ہوتی ہے مگر انفرادی ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

جہاں ذکر کیا جاتا ہے اسے ''ذکرانا'' یا ''ذکرخانہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کی کوئی خاص سمت مقرر نہیں ہوتی اور نہ ہی محراب ہوتا ہے البتہ گنبد اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح ہماری مساجد کے ہوتے ہیں۔

روزہ

روزوں کے متعلق عموماً عام مسلمانوں کی طرف سے یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ ذکری حضرات رمضان کے روزے نہیں رکھتے، جبکہ ذکری اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کچھ ذکری روزہ نہیں رکھتے تو یہ ان کا انفرادی فعل ہے جیسا کہ بے شمار فرقوں میں مسلمان افراد روزہ نہیں رکھتے۔

ذکری رمضان کے روزوں کے علاوہ ایام بیض (تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں) کا بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اور بی بی حوّاؑ کو ان تاریخوں میں جنت سے نکالا گیا تھا۔ گو کہ اس کی کوئی سند پیش نہیں کی جاتی۔

اس کے علاوہ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۴ میں جو ﴿**اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ**﴾ کے الفاظ آتے ہیں ان سے بھی ذکری ایام بیض، عشرہ ذوالحجہ، ایام عاشورہ، پندرھویں شعبان اور ستائیسویں رجب مراد لیتے ہیں اور ان ایام میں روزہ رکھتے ہیں۔

زکوٰۃ

ذکریت کا بنیادی اصول عُشر ہے یعنی مال کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا واجب ہے۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ﴿**مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا**﴾ (انعام:۱۶۰) جس نے نیکی کی اس کے لئے اس کا دس گنا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مہدی نے اپنے پیروکاروں پر عُشر فرض قرار دیا ہے۔

حج

ذکریوں پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے حج کے منکر ہیں البتہ کوہِ مراد پر جا کر حج کے رسومات بجا لاتے ہیں۔ ذکری اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ساری من گھڑت باتیں ہیں وہ حج کا احترام اسی طرح کرتے ہیں جس طرح عام مسلمان، البتہ ذکری حضرات کی اکثریت حج کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتی اس لئے عموماً حج کے لئے جاتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

چوگان

بزرگ راتوں مثلاً شب قدر، شب برات، یوم الحج اور دیگر خاص مواقع پر ذکری ایک دائرے کی صورت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور امام مہدی کی شان میں قصیدے گاتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے چوگان کو ذکریوں کا طریقہ عبادت ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ چوگان فرض نہیں ہے بلکہ موجب ثواب ہے۔

کوہِ مراد

'کوہ مراد' ایک پہاڑی کا نام ہے جو تُربت شہر سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ذکری حضرات اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور اس کو مقدس جانتے ہیں۔ خاص طور پر ذوالحجہ اور ماہ رمضان میں کثرت سے ذکری اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔

اس کو مقدس جاننے کی وجہ ان کے نزدیک امام مہدی سید محمد جونپوری کا یہاں پر دس برس قیام ہے جس میں وہ خدا کی عبادت میں مشغول رہے۔

☆☆......☆☆......☆☆

مآخذ

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب اور رسائل سے مدد لی گئی ہے:

(۱)......ذکری فرقہ کی تاریخ۔
از عبدالغنی بلوچ بار اول فروری ۱۹۹۶ء۔ ناشر آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی۔

(۲)......ذکرِ وحدت۔
از عیسیٰ نوری۔ ناشر آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی۔

(۳)......ذکری، مذہب اسلام کے آئینہ میں۔
از عبدالغنی بلوچ بار اول اکتوبر ۱۹۷۹ء۔ ناشر محمد یوسف شہاب، تربت، مکران۔

(۴)......ذکری کون ہیں؟
از میر عبدالرحیم بلوچ درازئی۔ ناشر میر عبدالرحیم بلوچ ماڑی پور ویلیج۔ کراچی۔

(۵)......ذکری مسئلہ۔
از عبدالحق بلوچ۔ بار اول جون ۱۹۹۲ء۔ منصورہ، لاہور۔

(۶)...... بلوچستان، قدیم اور جدید تاریخ کی روشنی میں۔ از میر گل خان نصیر۔ طبع اول ۱۹۸۲ء۔ نساء ٹریڈرز، ۷/ جناح مارکیٹ کوئٹہ۔

(۷)......بلوچستان رپورتاژ۔
از بریگیڈئر ایس عثمان حسن۔ گوشۂ ادب کوئٹہ۔

(۸)......بلوچستان تاریخ کی روشنی میں۔
از ملک محمد سعید دھوار۔ نساء ٹریڈرز، کوئٹہ۔

(۹)......تاریخ معصومی (سندھی)۔
مخدوم امیر احمد۔ سندھی ادبی بورڈ کراچی، حیدر آباد سندھ۔

(۱۰)......تاریخ سندھ۔
اعجاز الحق قدوسی۔ مرکزی بورڈ اُردو۔ اپر مال روڈ لاہور۔

(۱۱)......مکران تاریخ کے آئینہ میں۔
از قاضی عبدالرحیم صابر۔ بار اول ۱۹۶۷ء۔

(۱۲)...... Marginality and Modernity Ethncity and Change in Post Colonial Balochistan. Edited by: Paul Titus. Karachi Oxford University Press1997.

(۱۳)...... The Gazetter of Baluchistan(Makran). Gosha-e-Adab Quetta.

(۱۴)...... Baluchistan through the Ages Nisa Traders, 7 Jinnah Cloth Matket Quetta.

(۱۵)...... Inside Baluchistan by Mir Ahmad Yar Khan Baluch, Royal Book Company Karachi-3 1975.

(۱۶)...... The Country of Baluchistan. by A.W.Hugghes F.R.G.S. Indus Publications, Abdullah Haroon Road Karachi 1977.

(۱۷)...... The Weekly "MAG". January 13th 1993.

(۱۸)...... "The Herald" April 1992.

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔
NEXUS MONEY EXCHANGE
363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF
Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917
Contact: *AFTAB CHOUDHURY*

خطبہ جمعہ

نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے۔ والدین کا شکر بھی واجب ہے بالخصوص ماں کا جس نے اس کی پرورش کی والدہ مرحومہ کی یاد میں اوران کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر حضور ایدہ اللہ کی طرف سے

غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے مناسب امداد کا انتظام کرنے کا اعلان

(قرآن مجید، احادیث نبویہ، لغت، اقوال بزرگان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور اور شاکر کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۲۱ ر فروری ۲۰۰۳ء مطابق ۲۱ر تبلیغ ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ شکور اور شاکر کا مضمون بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اس ضمن میں سب سے پہلے میں شکور اور شاکر کے لغوی معانی پیش کرتا ہوں:۔

حضرت امام راغب فرماتے ہیں:

شکر، نعمت کو مدنظر رکھنے اور اس کا اظہار کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی ضد کفر ہے جس کا مطلب ہے: نعمت کو بھول جانا اور اس کو چھپانا۔

دَابَّةٌ شُكُوْرٌ ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کا صحتمند ہونا اس کے مالک کی توجہ سے پالنے کی طرف اشارہ کرتا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ''عَيْنٌ شَكْرَى'' سے ماخوذ ہے۔ یعنی ایسی آنکھ جو بھری ہوئی ہو اور انعام کرنے والے کے ذکر سے ڈبڈبا آئے۔

نَاقَةٌ شَكِرَةٌ ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں۔

شکر تین طرح سے ممکن ہے:

دل کا شکر۔ نعمتوں کا تصور کرکے انہیں مدنظر رکھنا۔

زبان کا شکر۔ یعنی انعام کرنے والے کی تعریف کرنا۔

تمام اعضاء کا شکر ادا کرنا۔ یعنی نعمت کا بدلہ اس طرح چکانا جس طرح کہ اس کو بدلہ دینے کا حق ہے۔ جیسے فرمایا: اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا۔

جب اللہ تعالیٰ کو شکر سے متّصف کیا جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام فرمانا۔ (مفردات) اب اللہ تعالیٰ بھی شکور ہے مگر اللہ تعالیٰ کا تو کوئی بندہ بھی احسانمند نہیں ہے اس لئے شکور ان معنوں میں ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر اس کی معمولی قربانیوں کو بھی قبول فرماتا ہے اور پہلے سے بہت زیادہ بڑھ کر ان کو دیتا ہے۔

امام ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ

الشکور، خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس کا مطلب ہے کہ بندوں کے تھوڑے عمل بھی اس کے ہاں بڑھتے رہتے ہیں اور وہ انہیں بڑھا چڑھا کر بدلہ دیتا ہے اور اس کا اپنے بندوں سے شکر یہ ہے کہ وہ انہیں بخش دیتا ہے۔ (لسان العرب)

شکر سے متعلق بعض احادیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدم ذکر کفر یعنی ناشکری ہے۔ جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی (پراگندگی) عذاب ہے۔

(مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۴ صفحہ ۲۷۸)

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہ ہے جو اُن میں سے لوگوں کا سب سے زیادہ شکر گزار ہو۔ (المعجم الكبير للطبراني۔ رقم ۶۴۸)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ اس پر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں، پہلے بھی اور بعد کے بھی تو آپ کیوں اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبد شکور نہ بنوں۔ جس نے مجھ پر اتنا احسان کیا ہے کیا میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں۔

(بخاری كتاب التفسير، سورة الفتح، باب قوله ليغفرلک الله ما تقدّم من ذنبک وما تأخر)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کی عمریں بڑھا دیتا ہے اور انہیں شکر بجالانا سکھلا دیتا ہے۔ (كنزل العمال جلد ۲ صفحه ۵۳) تو شکر بجالانے کا فن بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ وہ سکھائے تو انسان سیکھتا ہے ورنہ کچھ نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ یہود نے یوم عاشوراہ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر آپ نے پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو بہت عظیم الشان دن ہے انہوں نے جواب دیا۔ کیونکہ اس دن موسیٰ اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی تھی۔ چنانچہ موسیٰ نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ موسیٰ سے ہم لوگ تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھا کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد عاشورہ کا روزہ رکھا۔ (مسلم كتاب الصيام)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ حَمَّادُوْنَ کھڑے ہو جائیں۔ لوگ پوچھیں گے کہ حَمَّادُوْنَ کون ہیں۔ ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور حَمَّادُوْنَ کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہ! یہ حمّادون کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

(ترمذی كتاب الادب۔ باب انّ الله يحب ان يرى اثر نعمته على عبده)

اب دیکھئے آجکل ایک ملامتی فرقہ ہے جو جان بوجھ کر گندے اور برے کپڑا پہنتے ہیں تا کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ وہ کیا ہیں؟ یہ نہایت نامعقول حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس نے جو نعمت عطا کی ہو اس کو وہ ظاہر کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کا یہی طریق تھا، آپ کو بعض دفعہ خوبصورت لباس دیا گیا آپ نے وہ لباس اوڑھا یہ الگ بات ہے کہ صحابہ میں سے بعض نے مانگ لیا تا کہ ان کے ساتھ کفن بن جائے۔ مگر بہرحال رسول اکرم ﷺ نے اس سے

گریز نہیں فرمایا۔

سب سے اچھی جو جزا ہے وہ یہ دعا ہے جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ یا جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ جو ایسی بات کہے اس نے شکر کی انتہا کردی۔(ترمذی۔ کتاب البر و الصلۃ) اب میرے پاس بھی بہت سے تحفے لوگ لے کے آتے ہیں خواتین کھانا وانا پکا کے بھیجتی ہیں۔ میری کوشش تو ہوتی ہے کہ ان کی کچھ بہتر جزا دوں مگر میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ تعداد ان کی بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ تو میں بھی اسی حدیث کے مطابق احسن الجزاء کی دعا دیتا ہوں۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے کوئی معروف سلوک کرے تو اس کے بدلہ میں اس سے ویسا ہی سلوک کرے۔ جو ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا ذکر خیر کرے۔ پس جس نے اس کا ذکر خیر کیا اُس نے گویا اس کا شکر ادا کیا۔ اور جو اس نعمت سے پیٹ بھرنا چاہتا ہے جس کو وہ حاصل نہیں کرسکتا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جھوٹ سے تیار شدہ کپڑے پہنے ہوئے ہے۔(مسند احمد بن حنبل جلد۶ مطبوعہ بیروت)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''کسی شخص کے انعامات کو یاد کرتے رہیں تو اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ بڑی گھبراہٹ کے موقعہ پر ایک دعا اس طرح سے پڑھی ہے۔

''اے میرے محسن اور میرے خدا میں تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے کوئی چارہ نہیں۔ آمین ثم آمین''۔(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۲۷۷)

کنز العمال سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور اور شاکر کے بارے میں بعض بزرگوں کے اقوال پیش ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نعمت شکر کے ساتھ وابستہ ہے اور شکر کے نتیجہ میں مزید عطا ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مزید عطا کرنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ بندہ شکر کرنا چھوڑ دے(کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

قتادہ کہتے ہیں کہ شکور ایسا بندہ ہے کہ جب کچھ دیا جاتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور جب آزمایا جاتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ہے اور دوسرا شکر۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ (ابراہیم)(تفسیر القرطبی۔ زیر آیت ھذا)

''حلیۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ شاکر وہ شخص ہے جو جانتا ہے کہ یہ آسائش اور نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس نے اسے اس لئے عطا کی ہے تاکہ دیکھے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کس طرح اس کا شکر ادا کرتا ہے(حلیۃ الاولیاء جلد۷ صفحہ ۲۸۷)

شاکر وہ ہے جو عیش اور آرام پر شکر ادا کرتا ہے اور شکور ایسا شخص ہے جو مصیبت پر بھی شکر ادا کرتا ہے۔ اسی طرح شاکر وہ شخص ہے جو عطا پر شکر ادا کرتا ہے جبکہ شکور محرومی پر بھی شکر ادا کرتا ہے(التعریف جلد اوّل صفحہ ۴۳۷)

علامہ آلوسی ''روح المعانی'' میں بیان فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ انعام کرنے والے کا ذکر اس کثرت سے کیا جائے کہ وہ ذکر سے پُر ہوجائے اور اس کی تین قسمیں ہیں: دل سے شکر ادا کرنا ،زبان سے شکر ادا کرنا اور اعضاء جسمانی سے شکر ادا کرنا۔(روح المعانی جلد۱۳ صفحہ ۱۸۹)

حمد بجالانا بھی شکر کے اظہار کا ایک طریق ہے اس لئے ہمیں ہر کام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ سب حقیقی تعریفوں کی مستحق صرف اللہ کی ہستی ہے۔ اس لئے حمد اگر کسی کی کی جانی چاہئے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی کی جانی چاہئے۔ غیر اللہ کے لئے حمد ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا شکر ہوسکتا ہے لیکن حمد صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہونی چاہئے کہ اس کی ذات تمام صفاتِ حسنہ کی جامع ہے۔

امام ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ حمد اور شکر دونوں ملتا جلتا مفہوم رکھتے ہیں لیکن حمد کا لفظ زیادہ وسعت رکھتا ہے جیسا کہ حمد میں انسان کسی کی ذاتی صفات اور احسان کی تعریف کرتا ہے۔ جبکہ شکر کسی کی صفات پر نہیں کرتا بلکہ صرف اس کے احسان پر کرتا ہے اور انہی معنوں میں حدیث ہے اَلْحَمْدُ رَاْسُ الشُّکْرِ کہ حمد شکر کی انتہا ہے۔ حمد تو خدا کے سوا کسی کی ہو نہیں سکتی۔ شکر دنیا میں سب کا ہوسکتا ہے لیکن حمد صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

ثعلب نے کہا ہے کہ شکر صرف احسان پر ہوتا ہے جبکہ حمد احسان پر بھی ہوسکتی ہے اور بغیر احسان کے بھی اور یہی ان دونوں (کے معنوں) میں فرق ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے محامد اور بہترین ثناء (کے معارف) اس طور پر کھولے ہیں کہ مجھ سے قبل کسی اور شخص پر اس طرح نہیں کھولے گئے۔(بخاری کتاب التفسیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دوسری روایت ہے ہر کام جو اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور بے اثر ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح۔ سنن ابو داؤد، کتاب الادب)

حضرت ابی بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جب کوئی خوشی پہنچتی تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب آپ کو کوئی خوشی کی خبر پہنچتی یا آپ کو کوئی بشارت ملتی تو آپ اللہ تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر سجدہ میں گر جاتے۔(سنن ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوۃ۔ باب ماجاء فی الصلوٰۃ و السجدۃ)

ایک دفعہ انگلستان میں مجھے تجربہ ہوا کہ کھانا کھانے کے لئے جب ہم بیٹھے تو ہماری جو مہمان نواز عورت تھی وہ کچھ دیر کے لئے خاموش رہی اور مجھے کہا آپ کھائیں آپ کیوں خاموش ہوگئے ہیں۔ ہمیں تو حکم ہے کہ کھانے سے پہلے ہمیشہ Grace پڑھا کریں، میں نے اس کو کہا آپ کو صرف کھانے سے پہلے Grace کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو ہمیں ہر چیز سے پہلے خدا کی Grace کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہر وہ امر جو خدا کے حکم کے بغیر خدا کے ذکر کے بغیر ہو وہ بے برکت ہوتا ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی خوشی کی خبر ملتی تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ کہ سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس کی نعمت سے نیکیاں کمال کو پہنچتی ہیں۔ اور جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جسے آپ ناپسند فرماتے تو یہ دعا کرتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ یعنی میں ہر حال میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔(کنزالعمال جلد۴ صفحہ ۲۷)

حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم رابعہ بصری کی خدمت میں گئے۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئیں اور صبح تک نماز میں مصروف رہیں اور صبح یہ فرمایا کہ اب میں شکر کا روزہ رکھوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری رات نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۶۳۔ ذکر حضرت رابعہ بصریؒ)

ایک حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ دلّی کی بہت دلچسپ روایت ہے۔ بہت بزرگ انسان تھے انہیں لڈو بہت پسند تھے اور وہ بھی دلّی کے بالائی کے لڈو جو بنتے تھے بہت لذیذ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنی مجلس میں آپ نے وہ لڈو لئے اور اپنے ایک شاگرد غلام علی کو دے دیئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے لڈو ہوتے ہیں ایک دم چٹ کر گیا۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے فرمایا کہ بھئی دیکھو! یہ لڈو کھانے کا طریقہ نہیں ہے۔ تو اس نے کہا پھر مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ نے کہا میں تمہیں سکھا دیتا ہوں۔ اگر ٹھہر جاؤ جب کہیں سے تحفہ آئے گا تو پھر تمہیں سکھاؤں گا۔ لڈو آئے، حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: تمہیں لڈو کھانے نہیں آتے اب میں تمہیں سکھاتا ہوں۔ سبحان اللہ، سبحان

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اللہ میں نے یہ لڈو کھانا شروع کیا ہے تمہیں پتہ ہے کن کن چیزوں سے بنتا ہے۔ انہوں نے چیزوں کے نام گنائے بالائی ہے اس میں، میٹھا ہے، میدہ ہے، یہ سن کر انہوں نے فرمایا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ میاں غلام علی تمہیں پتہ ہے یہ میٹھا جو اس لڈو میں پڑا ہے کس طرح بنا؟ انہوں نے بتایا کہ زمیندار نے پہلے گنا بویا پھر بیلنے میں اس کو بیلا پھر رس تیار ہوئی اس سے شکر بنائی گئی۔ حضرت مظہر جان جاناں فرمانے لگے دیکھو وہ زمیندار جس نے نیشکر کو بویا تھا وہ کس طرح اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر راتوں کو اُٹھ کر اپنے کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، کھیتوں کو پانی دیا اور لمبے عرصہ تک محنت و مشقت برداشت کرتا رہا۔ صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ یہ کہہ کر وہ پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے۔ چھ ماہ زمیندار اپنے کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر کس محنت سے اس نے نیشکر (یعنی گنے) کو بیلا اس سے رس نکالی اور پھر آگ جلا کر کتنی دفعہ وہ اس دنیا کے دوزخ میں گیا۔ محض اس لئے کہ مظہرِ جانِ جاناں ایک لڈو کھالے۔ اس کے بعد انہوں نے اسی طرح میدہ اور بالائی کے متعلق تفاصیل بیان کرنی شروع کر دیں اور اس کے متعلق بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کہ ہر چیز جو اس میں پڑتی ہے اس پہ لوگوں نے بڑی محنت کی ہوئی ہے اور گویا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تھا کہ یہ چیزیں تیار کرو اس لئے کہ میرا ایک غلام بندہ مظہر جان جاناں لڈو اٹھا کے اس سے لطف اندوز ہو۔ (تفسیر کبیر جلد۷ صفحہ ۱۸ تا ۱۹)

انسان پر اپنے والدین کا شکر بھی واجب ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے شکر کا حق ادا کر چکا ہے۔ حالانکہ اس کے والدین بالخصوص ماں نے بچپن میں جس طرح اُس کی پرورش کی، اس کو پالا پوسا، اسے علم سکھایا اور آداب سکھائے، اس کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں تو اسے بڑے ہو کر یاد بھی نہیں رہتیں۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو (وہاں) ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے یہ کہتا جا رہا تھا کہ میں اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے ہوں۔ پس کیا ایسے کرنے سے بیٹا اپنی اس ماں کا جس نے اسے (نو مہینے اپنے پیٹ میں) پالا اور اپنا دودھ پلایا، بدلہ چکا سکتا ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ ایک گھونٹ دودھ کا قرض بھی ادا نہیں کر سکتا۔

(مکارم الاخلاق لعبد اللہ بن ابو بکر القرشی المتوفی ۲۸۱ ہجری صفحہ ۷۷)

ہمارے عبدالعزیز صاحب ڈوگر کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ پارٹیشن کے بعد اپنی بوڑھی والدہ کو اپنی پیٹھ پر چڑھا کر ساری سرحد پار کرائی، اللہ ان کو بہترین جزا دے۔ یہ بھی ایک بڑی خدمت تھی مگر بہرحال اس خدمت کے مقابل پر کچھ بھی نہیں جو ماں بچے کی کرتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے والد نے میرا مال لے لیا ہے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اپنے والد کو میرے پاس لے آؤ۔ اس دوران نبی اکرم ﷺ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو السلام علیکم کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جب تمہارے پاس بوڑھا شخص آئے تو اس سے اس چیز کے بارہ میں دریافت کرو جو اس نے اپنے دل میں کہی ہے اور اس کے کانوں نے بھی اس کی وہ صدا نہیں سنی۔

پھر جب وہ بوڑھا آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کہا تمہارے بیٹے کا کیا معاملہ ہے وہ تمہاری شکایت کرتا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تم اس کا مال لے لو۔ اس پر اس بوڑھے نے کہا یا رسول اللہ! اس سے دریافت تو کیجئے۔ کیا میں نے اس کے مال کو اس کی کسی پھوپھی یا خالہ پر خرچ کیا ہے یا میں نے اسے اپنے اوپر خرچ کیا ہے؟ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس بات کو چھوڑو۔ مجھے وہ بات بتاؤ جو تم نے اپنے دل میں کہی ہے، اس کو تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ اس پر اس بوڑھے نے کہا۔ یا رسول اللہ! قسم اللہ تعالیٰ کی جو ہمیں بڑھاتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں ایک ایسی چیز کہی ہے جسے میرے کانوں نے نہیں سنا۔

اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہو میں سنتا ہوں۔ اس پر اس شخص نے کہا تو سنئے:۔

تیرے پیدا ہونے سے لے کر میں تیری کفالت کرتا رہا اور تیرے جوان ہونے تک میں نے تجھ پر احسانات کئے۔ جو کچھ میں تجھ پر نچھاور کرتا تھا اسی سے تو کھاتا بھی تھا اور پیتا بھی تھا۔

اب تو اس شفقت پر جو میں تجھ پر کرتا رہا ہوں اور اُس پرورش کو جو میں تیری کرتا رہا ہوں اس کو بھول رہا ہے۔

جب کبھی تُو رات کو بیمار پڑ جاتا تو میں تیری بیماری کی وجہ سے رات بھر سو نہیں سکتا تھا اور غمزدہ حالت میں جاگتے ہوئے صبح کرتا تھا۔ گویا میں تیری ناتوانی کی وجہ سے اس قدر کمزور و ناتوان ہو گیا کہ میری آنکھیں ہر وقت آنسو بہاتی رہیں۔

میری جان کو تیری موت کا ڈر لگا رہتا تھا حالانکہ اسے معلوم ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔

پس جب تو اس عمر اور انتہا کو پہنچا جس سے کوئی امید وابستہ کی جاسکتی ہے۔ میں تجھ سے کیا کیا امیدیں لگا بیٹھا تھا۔ جب کہ تو نے بدلہ مجھے سنگدلی سے دیا اور تندخوئی سے دیا گویا کہ تو ہی مجھ سے انعام و اکرام کرنے والا تھا۔

پس اے کاش! جب کہ تو اپنے باپ کا حق پدری ادا نہیں کر سکتا تھا تو اتنا ہی کر لیتا جتنا ایک ہمسایہ ایک ہمسایہ سے سلوک کرتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کے بیٹے کو گریبان سے پکڑا اور کہا جا تو اور جو کچھ تیرا ہے وہ تیرے باپ کا ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد لحافظ نور الدین ابی بکر الھیثمی ۔ باب فی مال الولد. المجلد الرابع صفحہ ۱۵۵ ۔ دار الکتاب العربی ۔ بیروت)

انسان اگر لوگوں کے حالات پر غور کرنا چاہے تو اُسے اپنے سے ادنیٰ لوگوں کے حالات پر غور کرنا چاہئے۔ یہ رسول اللہ اکرم ﷺ کی بہت ہی پیاری نصیحت ہے، حقیقت میں اگر انسان دیکھے تو اس سے ادنیٰ بہت سے لوگ ہیں جو بہت سی چیزوں سے محروم ہیں بعضوں کی ٹانگیں نہیں ہیں بعضوں کو اور کمزوریاں لاحق ہیں۔ بعضوں کی آنکھیں نہیں، بعضوں کے کان نہیں تو اگر غور کرے تو ہر چیز پر اس کے دل میں شکر پیدا ہوگا۔ فرماتے ہیں کمزوروں کے حالات پر نظر کرنے سے خدا کا شکر پیدا ہوتا ہے۔ لنگڑوں، لولوں، اندھوں اور بہروں وغیرہ کو انسان دیکھے اور اُن کی معذوری اور محتاجی کی حالت پر غور کرے تو اس سے اس کی طبیعت بکثرت شکر کی طرف مائل ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے کم درجہ والا یا کم وسائل والا ہے اُس کی طرف دیکھو اور اُس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر اور اچھی حالت میں ہے، یہ بھی شکر کا ایک انداز ہے۔ اگر انسان نچلے کی طرف دیکھنے کی بجائے اوپر والے کی طرف نگاہ کرے تو اس سے حسد پیدا ہوتا ہے اور اگر نچلے والے کو دیکھے تو اس سے شکر پیدا ہوتا ہے۔ 'یہ (طریق اختیار کرنا) تمہیں اس لائق بنا دے گا کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کروگے'۔ (مسلم کتاب الزھد)

بخاری کی کتاب میں یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اس کی طرف دیکھے جسے اُس پر مال میں اور شکل وصورت میں فضیلت عطا کی گئی ہے تو اُسے چاہئے کہ اس کی طرف دیکھے جس کو یہ فضیلت عطا نہیں ہوئی۔ (بخاری کتاب الرقاق)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ دو خصائل ایسے ہیں کہ جس شخص میں ہوں خدا تعالیٰ اس کو صابر اور شاکر لوگوں میں لکھ لیتا ہے۔ یہ دو خصائل نہ ہوں تو اللہ اس کو صابر اور شاکر لوگوں میں نہیں لکھتا۔ اور وہ خصائل یہ ہیں:

جو شخص اپنے دین میں اپنے سے اعلیٰ مقام کے حامل شخص کو دیکھتا ہے اور اس کی اقتداء کی کوشش کرتا ہے اور اپنے دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر شخص کو دیکھتا ہے اور اس بات پر اللہ کی حمد وثنا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے فضیلت عطا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو شکر گزار بندوں میں شمار فرما لیتا ہے۔ (ترمذی کتاب صفة القیامة و الرقائق و الورع عن رسول اللہ ﷺ)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ اس کا ہر کام نیکی ہے اور یہ سوائے مومن کے کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ اگر اُسے آسائش پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کی نیکی ہو جاتی ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کی نیکی شمار ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم ۔ کتاب الزھد باب المومن امرہ کلہ خیر)

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے
ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔

NEXUS MONEY EXCHANGE

363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF
Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917
Contact: *AFTAB CHOUDHURY*

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ جس کا بچہ وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا تو نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں یا اللہ! تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا چھین لیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہاں یا اللہ۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کو علم نہیں سب کچھ ہو گیا ہے۔ یہ محض ایک بیان کا اظہار ہے۔) اس پر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ مجھے بتاؤ میرے بندوں نے اس پر کیا کہا؟ فرشتے بتاتے ہیں کہ اس نے تیری حمد بیان کی اور انّا للّٰہ و انّا الیہ رَاجِعُوْن پڑھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور اس کو بیت الحمد کا نام دو۔

(ترمذی۔ کتاب الجنائز)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے مستحب کام ہے۔ مصائب میں اللہ پر بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچھ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے اندر جو حکمتیں ہیں اور فضل ہیں ان تک انّا للّٰہ کے ذریعے پہنچے۔ ایک دفعہ میں جوانی میں الحمد پڑھنے لگا۔ تو اچانک مجھے خیال آیا کہ مجھے تو ایک بہت گہرا صدمہ پہنچا ہے اور کچھ عرصہ کے لئے میری زبان رک گئی اور میں الحمد نہ پڑھ سکا اور جو نمازی تھے پیچھے وہ بھی حیرت سے دیکھتے رہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو کیا ہو گیا ہے کہ نماز میں اچانک رک گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ نے وہ نماز جاری رکھی اور کچھ عرصہ رکنے کے بعد پھر خیال آیا کہ جو کچھ میرا بچہ گیا ہے ہاتھ سے یہ تو اللہ ہی کا تھا، اسی کی عطا سے سب کچھ ہے۔ تو پھر میرے منہ سے بڑے زور سے نکلا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور ساتھ ہی بڑے زور کے ساتھ حمد جاری ہوئی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں نے کہنا شروع کر دیا۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۲۹)

اب اس مختصر خطبے کے بعد میں شکر نعمت کے طور پر اپنی والدہ مرحومہ کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت مہربان وجود تھیں ہمیشہ انہوں نے مجھے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی۔ ان کی اس نیکی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی خاطر میں آج ایک اعلان کرنے والا ہوں۔ پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھینسیں رکھنے کا بہت شوق تھا اور بھینسیں رکھتی تھیں تو خود ہی ان کا دودھ بھی دھویا کرتی تھیں اس میں سے مکھن نکالتی تھیں اور بہت سے غریب آدمی باہر آتے تھے اور وہ توقع رکھتے تھے ان کو بھی لسّی مل جائے تو اس لسّی کے ساتھ مکھن کی ایک ڈلی بھی ساتھ رکھ دیا کرتی تھیں اور اس طریق سے آپ نے مجھے سمجھایا کہ اس طرح غریبوں کی ہمدردی کرنی چاہئے۔ غریب بچیوں کے جہیز کا انتظام کیا کرتی تھیں اور بہت سی ایسی بچیاں تھیں یا دوسری غریب جن کے جہیز کا آپ نے ہمیشہ انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزا دے۔

اب ان کی یاد میں اور ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے، احسان کا بدلہ تو نہیں اتارا جا سکتا مگر ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر، میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی بیٹیاں بیاہنے والے ہیں اور غربت کی وجہ سے ان کو کچھ دے نہیں سکتے، کچھ تھوڑے بہت کپڑے، کچھ سنگھار کی چیزیں یہ تو لازمی ہیں ورنہ وہ اپنے سسرال میں جا کر بہت شرمندہ ہوتی ہیں۔ مجھ سے کئی بچیوں نے بیچاریوں نے یہ خط لکھ کے اپنے درد کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے پاس کچھ زیادہ چیزیں نہیں تھیں معمولی کپڑے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ سسرال پہنچے تو طعنے ملنے شروع ہو گئے اور بہت سے طعنے ملتے ہیں۔ یہ تو ظلم کرتے ہیں جو طعنے دیتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی سنت تو یہ تھی کہ دو کپڑوں میں اپنی بیٹی کو رخصت کیا ہے اور کوئی جہیز وغیرہ نہیں تھا۔ مگر اب رواج پڑ گیا ہے اس لئے دیکھا دیکھی کچھ نہ کچھ ضرور کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے حسب توفیق میں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش کرتا ہوں۔ وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب گزارہ ہو جائے گا اور جہیز کی رسم کسی حد تک پوری ہو جائے گی۔ اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے بہت روپیہ ہے جماعت کے پاس۔ تو انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کر دی جائے گی مگر ان کو توفیق مل جائے گی کہ ان کی بیٹیاں خیر و خوبی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے اور جس حد تک مجھ میں توفیق ہے میں انشاء اللہ ضرور ان کی مدد کروں گا اور اللہ ان کو آسانی کے ساتھ رخصت کرے۔

****

ایک انکشاف اور ایک احتیاط

(سید میر محمود احمد ناصر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

حال ہی میں مشرق وسطیٰ میں ایک پتھر کا بنا ہوا صندوق برآمد ہوا ہے جو قدیم بنی اسرائیل میں وفات یافتہ لوگوں کی ہڈیاں رکھنے کے کام آتا تھا۔

اس قسم کے صندوق کو انگریزی زبان میں Ossuary کہتے ہیں۔ اس صندوق پر کندہ آرامی حروف کے معنی ہیں ''یعقوب، یوسف کا بیٹا۔ یسوع کا بھائی''۔

اس صندوق کی موجودگی کا علم جو گزشتہ ۱۵ سال سے ایک فلسطینی باشندہ کے باورچی خانہ میں پڑا ہے، فرانس کے قدیم تحریرات کے ایک عالم Andre Lamaire کو ہوا۔ ان کا خیال ہے کہ یہ صندوق وہ صندوق ہے جس میں فلسطین کے پرانے رواج کے مطابق حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بھائی یعقوب کی ہڈیاں رکھی گئی تھیں۔ اس انکشاف کے ضمن میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

(۱)...... نئے عہد نامہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کے بہن بھائیوں کا ذکر ملتا ہے۔ مرقس کی انجیل باب ۳ آیات ۳۱ تا ۳۵ میں لکھا ہے:

''پھر اس کی ماں اور اس کے بھائی آئے اور باہر کھڑے ہو کر اس کو بلوا بھیجا اور بھیڑ اس کے آس پاس بیٹھی تھی اور انہوں نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر تجھے پوچھتے ہیں۔ اس نے ان کو یہ جواب دیا کون ہے میری ماں اور میرے بھائی! اور اُن پر جو اُس کے گرد بیٹھے تھے نظر کر کے کہا دیکھ میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی خدا کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور میری ماں ہے''۔

(مرقس باب ۳ آیات ۳۱ تا ۳۵)

متی کی انجیل میں لکھا ہے:

''جب یسوع یہ تمثیلیں ختم کر چکا تو ایسا ہوا کہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے وطن میں آ کر ان کے عبادت خانہ میں ان کو ایسی تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس میں یہ حکمت اور معجزے کہاں سے آئے۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں؟ اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟ پھر یہ سب کچھ اس میں کہاں سے آیا''۔

(متی باب ۱۳ آیات ۵۳ تا ۵۶)

نئے عہد نامہ سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے ایک بھائی کا نام یعقوب تھا بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حواریوں اور بزرگوں کی ایک کونسل میں جس میں پولوس اور پطرس جیسے قائدین نے خطاب کیا آخری تقریر یعقوب کی تھی جس میں انہوں نے اس مذہبی مسئلہ میں جو زیر بحث تھا آخری فیصلہ صادر کیا۔ چنانچہ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے کہ یعقوب نے کہا:

''پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم ان کو تکلیف نہ دیں مگر ان کو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں''۔ (اعمال باب ۱۵ آیات ۱۹ تا ۲۱)

(۲)...... نئے عہد نامہ میں ایک خط ''یعقوب کا عام خط'' کے عنوان سے ہے۔ اور صدیوں سے یہ خط حضرت مسیح ناصریؑ کے بھائی یعقوب کا خط قرار دیا جاتا ہے۔ اس خط میں اس نظریہ کی پرزور مخالفت کی گئی ہے کہ نجات صرف ایمان سے ہے، ایمان کے ساتھ اعمال ضروری نہیں۔ مثلاً رومیوں کے خط میں لکھا ہے:

''چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھیرتا ہے''۔ (رومیوں باب ۳ آیت ۲۸)

پھر لکھا ہے:

''ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابراہام کے لئے اس کا ایمان راستبازی گنا گیا''۔ (رومیوں باب ۴ آیت ۹)

مگر یعقوب اپنے خط میں لکھتے ہیں:

''ایمان بھی اگر اس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات میں مردہ ہے''۔

(یعقوب کا خط باب ۲ آیت ۱۷)

''اے نکمے آدمی! کیا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بے کار ہے۔ جب ہمارے باپ ابراہام نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر قربان کیا تو کیا وہ اعمال سے راستباز نہ ٹھہرا''۔

(یعقوب کا خط باب ۲ آیات ۲۰۔۲۱)

(۳)...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا، یعقوب، شمعون، یوزس اور دو بہنوں کے نام یہ تھے: آسیا، لیدیا۔ (دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۶)

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۲۰)

چشمہ مسیحی میں آپؑ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیحؑ نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہیں دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد ان کی وفات کے ان کا بھائی یعقوب بھی جو ان کا جانشین تھا اور ایک بزرگ انسان تھا توحید کی تعلیم دیتا رہا''۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۴۲)

(۴)...... یعقوب کے متعلق روایتی بیان یہ ہے کہ وہ لگ بھگ ۶۲ء میں ہیکل کی بلند عمارت سے نیچے گرائے گئے اور ان کو اذیت دی گئی اور شہید کئے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موسوی شریعت پر بڑی سختی سے عمل کرنے والے اور بزرگ انسان تھے۔

(۵)...... نئے عہد نامہ میں یعقوب اور اس

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ جزائر فجی کے
۳۳ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

ملک کے وزیراعظم، وزیر خارجہ، وزیر تعلیم اور وزیر محنت کے علاوہ کئی ملکوں کے سفراء اور دیگر اہم شخصیات کی جلسہ میں شرکت۔ جماعت کی پرامن تعلیمات اور تعلیمی، طبی، رفاہی خدمات پر خراج تحسین۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں جلسہ کی کوریج اور جماعت کے پیغام کی بھرپور تشہیر۔

(رپورٹ: فضل اللہ طارق، مبلغ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جزائر فجی کا ۳۳واں جلسہ سالانہ ۱۰ اور ۱۱ جنوری ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک اور ہفتہ کو اپنی شاندار روایات کے ساتھ مسجد فضل عمر ساما بولا، صوا میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔

۳۳ویں جلسہ سالانہ جزائر فجی کے افتتاحی اجلاس میں وزیراعظم جزائر فجی تشریف فرما ہیں

جلسہ سالانہ کے لئے مکرم طاہر حسن منشی صاحب افسر جلسہ سالانہ کی سرکردگی میں انتظامات تکمیل کو پہنچے۔ تمام مبلغین نے جماعتوں کا دورہ کیا اور تمام احباب کو جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات بتاتے ہوئے شرکت کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ کے کاموں کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا اور بیسیوں کارکنان نے دن رات کام کر کے جلسہ کو کامیاب بنایا۔ امسال ملک کی سرکردہ شخصیات کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔

پہلا دن - افتتاحی اجلاس

۱۰ جنوری ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک پہلے دن کے افتتاحی اجلاس میں وزیراعظم فجی Hon.Laisenia Qarase نے شرکت کی۔ آپ کی آمد پر مکرم امیر صاحب نے نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ سب سے پہلے وزیراعظم صاحب نے جزائر فجی کا جھنڈا اور مکرم امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔

پہلے اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی بعد میں مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ فجی نے جناب عزت مآب وزیراعظم اور دیگر سرکردہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور افتتاحی خطاب میں اسلام کا مختصر تعارف پیش کیا اور جلسہ سالانہ کی تاریخ اور اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اس کے بعد نائب امیر مکرم طاہر حسین منشی صاحب نے Islamic Teaching on Morala velues کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر مختلف مہمانوں نے جماعت کی رفاہی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

مہمان خصوصی عزت مآب وزیراعظم نے اپنے خطاب میں احمدیہ مسلم جماعت کی اخلاقی و تبلیغی اور رفاعی کاموں کی تعریف کی اور تعلیمی و طبی میدانوں میں جماعتی خدمات کو سراہا۔ اور جماعت کے ماٹو Love for all Hatred for none. کو بہت پسند کیا۔ آخر پر سب شرکاء کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرا اجلاس

نماز جمعہ وعصر کے بعد تین جگہ علیحدہ علیحدہ جلسہ کا پروگرام شروع ہوا۔ ایک مرکزی جلسہ گاہ، دوسرا لجنہ ہال میں اور تیسرا مقامی فجیئن کے لئے لائبریری ہال میں۔

امیر صاحب فجی، وزیراعظم فجی کی خدمت میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ پیش کر رہے ہیں

مرکزی جلسہ گاہ میں مکرم حارث خان صاحب صدر جماعت ماروکی کی زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں چار نظمیں اور پانچ تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کے جلسہ میں فجی کی وزیر تعلیم محترمہ Teimumu Kepa مہمان خصوصی تھیں۔ آپ نے تقریر میں کہا کہ لجنہ کے متعلق جو معلومات مجھے دی گئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دوسرے خلیفہ نے کس طرح شروع سے ہی عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی اور گہری نظر سے عورتوں کی تنظیم کو مضبوط کیا۔ محترمہ وزیر تعلیم صاحبہ کی خدمت میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' تحفۃً پیش کی گئی۔

فجیئن مہمانوں کے لئے الگ پروگرام رکھا گیا جس میں مقامی مبلغین نے فجیئن زبان میں تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر ۱۷۰ فجیئن مہمان شامل ہوئے۔

تیسرا اجلاس

مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں مکرم نعیم احمد اقبال صاحب مبلغ سلسلہ اور خاکسار نے سوالات کے جوابات دئے۔

دوسرا دن

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز حسب روایات سلسلہ باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔

پہلا اجلاس

صبح کا پہلا اجلاس صبح آٹھ بجے مکرم حامد حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ نصر وانگا کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے شروع ہوا۔ اور مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

اختتامی اجلاس

صبح دس بجے اختتامی اجلاس مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا۔ لجنہ بھی اس اجلاس میں شامل ہوئی۔ اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ آخر میں مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر جماعت فجی نے اپنے خطاب میں تعلق باللہ کے ذرائع کے موضوع پر پراثر نصائح کیں۔ اور اختتامی دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے ریڈیو اور اخبارات کا سہارا بھی لیا گیا۔ امسال ۳۴۰ احباب جماعت (مرد و زن) شامل ہوئے۔ ۳۳۰ مہمان بھی شامل ہوئے جن میں ملک کے وزیراعظم، وزیر خارجہ، وزیر تعلیم، وزیر محنت، چین، ملائشیا، فرانس اور آسٹریلیا کے سفراء۔ ریڈکراس کی چیئرمین۔ ہیومین رائٹس کی چیئرمین۔ انٹرفیتھ کے نمائندے اور مختلف مذہبی تنظیموں کے نمائندے شامل ہوئے۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملکی اخبارات اور

وزیراعظم فجی جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں

ریڈیو ٹیلی ویژن اور وزارت اطلاعات ونشریات نے جلسہ کو اچھی کوریج دی۔ مقامی ٹی وی پر نشر ہونے والے پندرہ روزہ ہندی پروگرام نے جلسہ کے دستاویزی پروگرام پیش کئے۔ ملک کے تین بڑے اخبارات فجی ٹائمز، ڈیلی پوسٹ اور سن فجی نے جلسہ سالانہ میں وزیراعظم کی شمولیت اور جلسہ کی تصاویر، جماعت کی تعلیمات اور جماعتی خدمات کا اچھے رنگ میں ذکر کیا۔ جلسہ سالانہ اور جماعت کی امن کی کوششوں کو سراہتے ہوئے ڈیلی پوسٹ کے نمائندہ نے مکرم امیر صاحب کا خصوصی انٹرویو کیا جو ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء کے اخبار میں شائع ہوا۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی میں برکت دے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

تھائی لینڈ میں
ہاتھیوں کا احتجاجی جلوس

تھائی لینڈ کے شہر بینکاک کی گلیوں میں بعض دفعہ ہاتھی ٹریفک جام کر دیا کرتے تھے جس پر پولیس نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا اور شہر کو ہاتھیوں سے خالی کرانے کی مہم شروع کر دی۔ اس پر ملک بھر کے ہاتھیوں کے مالکان کو اعتراض پیدا ہوا۔ (جس طرح کبھی لاہور سے بھینسوں کو باہر نکالنے کے فیصلہ پر ان کے مالکان نے احتجاج کیا تھا)۔ چنانچہ تھائی لینڈ میں ہاتھی والوں نے احتجاج کے طور پر بینکاک میں ہاتھیوں کا جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ ہاتھی لے کر تھائی لینڈ کے صوبہ سورین (Surin) سے چل پڑے ہیں اور بیس روز میں پیدل چل کر بینکاک پہنچ جائیں گے اور بعید نہیں کہ وہ بزبان شاعر یہ کہتے ہوئے شہر میں داخل ہوں۔

شاید مجھے نکال کر پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۲۹ جنوری ۲۰۰۳ء)

(مرسلہ: خالد سیف اللہ خان، از سڈنی)

مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب

فضیل عیاض احمد مبلغ سلسلہ

کہتے ہیں کہ جب جنید بغدادی کی وفات ہوئی اورلوگ جب ان کودفنا چکےتو ایک مجذوب ان کی قبر پرآیااور چندشعر پڑھے جو یہ تھے:

وَا اَسَفَا عَلٰی فِراقِ قَوْمٍ
هُمُ الْمَصَابِیْحُ وَ الْحُصُونُ
وَالْمُدْنُ وَالْمُزنُ والرَّوَاسِی
وَالْخَیْرُ وَالْاَمْنُ والسُّکُونُ
لَمْ تَتَغیّر لَنَا اللّیَالِی
حَتّٰی تَوَفّٰھُمُ الْمُنُونُ
فَکُلُّ جَمْرٍ لَنَا قُلُوبٌ
وَ کُلُّ مَآءٍ لَنَا عُیُوْنُ

ہائے افسوس ان لوگوں کے جدائی پر جو روشن چراغ تھے اورحصن حصین تھے۔اوراپنی ذات میں ایک شہر تھےاور ابر باراں تھے،عظمت کے پہاڑ تھے،سراپا خیر تھے، باعث امن تھے،اورمجسم سکون تھے۔دن رات ہمارے لئے غیرمتغیر تھے کہ موت نے ان (سراپا خیرلوگوں) کو ہم سے اچک لیااوراب ہر دہکتا ہوا انگارہ ہمارے لئے دل ہے (یعنی ہمارے دل ان کے ہجر میں دہکتے ہوئے انگارے بن گئے ہیں) اور ہر گھاٹ ہمارے لئے آنکھیں بن گیا ہے یعنی ہماری آنکھیں اس طرح اشکبار ہیں کہ گویاپانی کا گھاٹ بن گئی ہیں۔

بھاری بھرکم جسم،خوبصورت گول چہرہ، گندم گوں،گورا رنگ، چہرے پر خوبصورت سفید داڑھی،آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے کبھی خلافت لائبیریری کی طرف آتے ہوئے اورکبھی صدرانجمن کے دفاتر کے طویل برآمدوں میں اکثر ان سے ملاقات ہو جاتی۔دیکھنے والے کہتے کہ اپنے والد حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی عین مین تصویر ہیں۔یہ تھے سید میر مسعود احمد صاحب۔حسنی سادات خانوادہ کے رکن رکین۔کل ان کی وفات کی خبرسنی دل دھک سے رہ گیا۔اور آنکھوں میں گزشتہ صحبتوں کے وہ لمحات ایک ثانیے میں گزر گئے جو ان کی خلوت وجلوت کی مجالس میں گزرے۔ان کے بے ساختہ ابھرتے قہقہے، اور خوبصورت دھیمی آواز اور کبھی نہایت پُر جلال انداز۔سید میر مسعود احمد ایک نابغۂ روزگار وجود، تاریخ احمدیت کا چلتا پھرتا مرقع۔رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کی صحبتوں کی زندہ یادگار۔قادیان کا ذکر ہو یا ربوہ کے ابتدائی ایام کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی صحبتوں سے مستفید ہونے والی بزرگ ہستیوں کا ہو یا سلسلہ کے مبلغین کا.........آپ کا حافظہ معلومات کے بحرِ ذخار سے وہ تمام موتی چن لاتا جن کی تلاش کسی متجسس کو آپ کی صحبت میں کھینچ لاتی۔

آپ کا وجود ان متخصصین کے لئے ایک نعمت اور رحمت تھا جن کے آپ نگران تھے۔آپ کی مجلس گزری ہوئی چند ساعتیں سالہاسال کے مطالعے پر حاوی ہو جاتیں۔کسی بھی علمی زاویے کا مطالعہ ہو علمِ تاریخ کے حقائق کی جستجو ہو یا علم کلام کی کوئی گتھی سلجھانے کا مسئلہ درپیش ہو، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے علم کلام کے دقائق کو سمجھنا ہو، یا علمِ حدیث کے کسی پہلو پر الجھن درپیش ہو آپ سے زیادہ وقیع اور معتبر حوالہ کوئی نہ تھا۔

میری ان سے ملاقات کوئی طویل نہ تھی۔ عمروں میں تفاوت ایک طبعی حجاب اور تکلف پر منتج تھی لیکن آپ کی مجلس میں بیٹھ کر کسی علمی نکتے پر آپ سے بات کرنے میں یہ تکلف اور حجاب کبھی مانع نہیں ہوا۔ کوئی نئی کتاب مطالعہ میں آتی تو ضرور پوچھتے کے تم نے فلاں کتاب پڑھی۔پھر اس میں مذکور کسی خاص نکتے کی طرف توجہ دلا کر اس کتاب کے مطالعہ پر اکساتے۔کوئی نیا مضمون لکھتے تو کہتے کہ فلاں مضمون یا مقالہ لکھ کر لائبیریری میں رکھ دیا ہے اسے ضرور پڑھنا اور پھر چند دن کے بعد پوچھتے کہ پڑھا اگر اپنی طبعی سستی اوعدم توجہگی کے باعث یا کسی اور وجہ سے میں مطالعہ نہ کرسکتا تو زبان سے تو کچھ نہ کہتے لیکن چہرے کا ملال دل کو پارہ پارہ کردیتا اور پھر اس کا مطالعہ کرتے ہی بنتی۔کئی کتب ان کی توجہ کے باعث میں نے مطالعہ کیں جن میں آپ کے افغانستان کے شہدا پر لکھے مقالات کے علاوہ ایمینیس ویمبرے کی تاریخ بخارا، ایک مستشرق کی کتاب جو موازنہ مذاہب کے بارے میں تھی غالبا New Concepts in the comparitive Study of Religions اور ہیرلڈلیم کی ساری کتب کے تراجم جو لائبیریری میں موجود تھے۔خصوصا تیمور پر اس کی کتاب پڑھنے کے بعد اس پر تفصیلی بحث کرنا خوب یاد ہے اور پھر جہاں جہاں ہیرلڈلیم نے کسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اس کی طرف توجہ دلائی۔

شہداء کابل پر تفصیلی مقالات آپ نے چند سال پیشتر رقم فرمائے، بہت تفصیل کے ساتھ اور گہری تحقیق کے ساتھ۔حقیقی ماخذوں تک پہنچ کر ان سے صحیح حالات و واقعات کا تجزیہ کیا اور ان کو حیطۂ تحریر میں لائے۔ان میں سے ایک مقالہ کو الفضل انٹرنیشنل لندن نے اپنی زینت بنایا۔باقی ابھی تشنۂ اشاعت ہیں۔

تاریخ پر گہری نظر تھی اور اس حوالے سے بے حد حساس تھے۔ ان کے نزدیک تاریخ صرف حالات و واقعات کو یکجائی صورت میں جمع کردینے کا نام نہیں تھا بلکہ ان کے خیال میں مؤرّخ کا کام حالات وواقعات پر نظر ڈال کر ان کا تجزیہ کرنا اور پھر ماضی کے واقعات کی روشنی میں حال کے لئے راہیں متعین کرنا تھا۔مقدمہ ابن خلدون کا ایک مطالعہ میں نے تب کیا تھا جب میں دسویں کا طالب علم تھا اور اپنے ایک استاد کے کہنے پر کیا تھا اور دوسرا مطالعہ اس کے جامعہ کے نصاب کے لازمی مطالعے میں ہونے کی وجہ سے کیا تھا اور تیسرا مطالعہ محترم میر مسعود احمد صاحب کے کہنے پر ان کی ہدایت کے مطابق کیا اور خوب لطف اٹھایا۔ٹائن بی کی ایک کتاب کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جو غالبا فلسفہ تاریخ پر تھی لیکن شومئی قسمت وہ ملی نہیں۔

سید میر مسعود احمد صاحب (جن کو آج مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے) کا وجود تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت پر تحقیق کرنے والوں کے لئے ایک حوالہ تھا۔سینکڑوں کتابوں کے نام اور ان کے نام سے آگاہی ایک ہی نشست میں حاصل ہو جاتی۔چند سال پہلے کی بات ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت خلافت لائبریری آیا۔تو میر صاحب کتب کا ایک ڈھیر سامنے لگائے ایک کاپی میں ان کے نام اور ان کے مضامین کے بارے میں مختصراً تعارف لکھ رہے تھے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ ایک متخصّص ہیں ان کا مقالہ ہے ان کے لئے رہنمائی کے طور پر ان کتب کی فہرست بنا رہا ہوں جن کی ان کو ضرورت ہوگی۔

کئی کئی متخصصین کو لائبریری میں لے کر بیٹھنا اور ان کی رہنمائی کرنا، ان سے ان کے متعلقہ شعبوں سے متعلق کتب کی طرف رہنمائی کرنا ان کے مقالوں کے عناوین پر ان سے تبادلۂ خیالات کرنا اور ان کو مطالعہ کی نئی نئی راہیں بتانا ان کا روز کا معمول تھا۔ غرض ان کا وجود ان متخصصین کے لئے ایک رحمت اور نعمت تھا۔ اب بھی باوصف اپنی بیماری کے جو بھی رہنمائی کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کو وقت دیتے اور نہایت شفقت سے رہنمائی کرتے۔آپ میں ایک رعب ضرور تھا لیکن تحکّم اور جلد بازی نہیں تھی۔ناروا پابندیاں لگانا آپ کی سرشت میں نہیں تھا۔ ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب، محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب اور محترم مولانا محمد احمد ثاقب صاحب اور محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کو دہلی یا کہیں اور تخصّص کے لئے بھجوایا تو ان کو ایک معقول رقم بطور وظیفہ دینے کا ارشاد فرمایا اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی۔حتی کہ ان کو یہ ارشاد بھی فرمایا کہ جہاں تم جا رہے وہاں تمہیں مدرسے میں پڑھنا پڑے گا تو اپنے ساتھ غیر از جماعت ہم مکتبوں کو ہر ہفتے ان کی اشیائے ضروری ضرور لے کر دینا کہ احسان کا ہاتھ بہت سی مشکلات کو رفع کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

رائے بے حد پختہ اور بالغ نظری کی حامل ہوتی۔ نظامِ سلسلہ اور روایات سے گہری واقفیت تھی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر گہری نظر تھی۔گفتگو میں ان کے سامنے بولنے والے کو بے حد سنبھل کر اور نہایت توجہ سے اپنی رائے کا اظہار کرنا پڑتا تھا۔ہر بات بادلیل اور جماعتی روایات سے لگا کھاتی۔اور کسی ایسے شخص کو اس وقت سخت مشکل کا سامنا ہو جاتا جب وہ کوئی ایسی بات کرتا جو اس کے خیال میں وزن دار ہوتی یا مفید ہوتی لیکن میر صاحب ایک فقرہ یہ فلاں قاعدے کے خلاف ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فلاں ارشاد سے متعارض ہے اس کے سارے خیالات پر پانی پھیر دیتی۔

اپنی ذات کی نفی کرنا سب سے مشکل امر ہے،خصوصا انتظامی معاملات میں۔لیکن میر صاحب اس مشکل سے بہت سہل انداز میں گزر چکے تھے۔ اور یہ بات آپ کی ذات سے خاص تھی۔

علمی مسائل میں آپ کی رہنمائی اور بصیرت بے حد LOGICAL تھی۔میں نے کئی مضامین پر آپ سے وقتاً فوقتاً رہنمائی حاصل کی۔فون پر بھی بات ہوتی تو نہایت تفصیل کے ساتھ بات سمجھاتے۔آپ کا علم بند مٹھی کی طرح نہ تھا کہ جس سے کوئی استفادہ نہ کر سکے بلکہ ایک کھلی کتاب کی طرح تھا اور آپ کو اسے برتنے کا ہنر بھی خوب آتا تھا۔آپ کی تقریر سننے سے تو ہم محروم رہے لیکن آپ کی روزمرہ کی علمی گفتگو سے استفادے کا خوب موقعہ ملا اور کیا گفتگو ہوتی تھی وہ!......لبوں پر ہلکی سی مسکان لئے علمی چاشنی سے لبریز جس کے عقب میں وسعت مطالعہ اور مشاہدہ اور دقیق النّظری کا ایک سمندر موجزن نظر آتا۔

تحریر بے حد سادہ لیکن دل نشین روانی اور سلاست کو ساتھ لئے،خط شکستہ لیکن پختہ،اگر کاٹ کر لکھا تو بھی واضح مضامین کی دلچسپی اور روانی خط کی عدمِ جمالیت اور شکستگی کے احساس کو فرو کر دیتی۔تیسری عالمگیر جنگ کے بارے میں قرآنی پیشگوئیوں پر آپ کا مضمون جب سلسلہ کے ایک اخبار نے اپنی زینت بنایا تو میں نے اس کی داد دی۔تو ہلکی سی مسکان لبوں پر آئی اور پھر ایک بلند آہنگ قہقہہ جو شکریے کا ایک طریق تھا۔یہ مضمون آپ کی قرآن فہمی، وسعت مطالعہ،نکتہ آفرینی اور فہم علم کلام کی ایک اچھوتی تصویر ہیں۔

علم الانساب سے آپ کی دلچسپی دیدنی تھی۔کسی بھی شخص کے بارے میں جاننا اور اس کے خاندان کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنا آپ کا مشغلہ تھا۔بسا اوقات تو آپ کو مخاطب سے زیادہ اس کے خاندان کے بارے میں علم ہوتا اور وہ بےچارہ پانی ہوکر رہ جاتا۔

مجھ سے ابتداء میں تعارف ہوا تو ان سے ذکر ہوا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی نور احمد صاحب آف لودھی ننگل ضلع گورداسپور کا پڑپوتا ہوں تو ان سے اپنی ملاقات کا احوال سنایا جو آپ نے اپنی جوانی میں کی تھی۔آپ نے مجھے کہا کہ میں ان کے حالات تفصیل سے رقم کروں چنانچہ میر صاحب کے ارشاد پر میں نے یہ کام کر کے ان کو دیا۔اور حضرت مولوی صاحب کی تصویر بھی مہیا کی۔

غرض میر مسعود احمد صاحب ایک عالمِ باعمل، علمِ اسماء الرجال کے ماہر،مستجاب الدعوات بزرگ، محبتوں کا پیکر، وفا اور اطاعت کے خوگر اور خلافت احمدیہ کے عاشقِ جان نثار تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح کا ذکر آتا تو آنکھیں گویا روشن ہو جاتیں۔انکساری ایسی کہ اپنے بارے میں یا اپنی خدمات کے بارے میں کسی بھی Complement کو اس طرح، طرح دے جاتے کہ گویا کہ سنا ہی نہیں۔ایک شخص ذوالفقار جو جھنگ کی پنجابی زبان میں کلام گاتا تھا اور ٹوٹے پھوٹے دوہڑے وغیرہ کہہ لیتا تھا کو اکثر دفتر ایم ٹی اے بھجوا دیتے کہ اس کی ریکارڈنگ کر لیں۔آخری مرتبہ بھی وہ آپ کے حوالے سے آیا کہ یہ نظم جو خلیفۃ المسیح کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کے انداز میں ہے ریکارڈ کر لیں۔یقینی بات ہے کہ وہ آپ سے استمداد بھی کرتا ہوگا اور آپ کے ہاں سے کبھی خالی نہ جاتا ہوگا۔

یہ چند سطور حضرت سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم کی شخصیت کا احاطہ نہیں کرسکتیں ایک یاد ہے جو اب کسک بن کر رہ گئی ہے۔ ہم نے ان سے اس طور استفادہ نہیں کیا جیسا کہ حق تھا۔جب کل ہم ان کو دفنا کے گھر آ رہے تو آسمان کی آنکھ بھی نم تھی شاید وہ بھی افسردہ تھا۔کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

مانچسٹر میں ایک تبلیغی سیمینار

بعنوان ''جنگ اور امن'' (War & Peace)

(رپورٹ: عبدالحفیظ شاھد۔ مبلغ سلسلہ، مانچسٹر۔ انگلستان)

موجودہ حالات کے تناظر میں جماعت احمدیہ مانچسٹر نے مورخہ ۹ رفروری ۲۰۰۳ء ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس کا موضوع ''جنگ اور امن'' رکھا گیا۔

مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن کی زیر صدارت شام پانچ بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ انگریزی ترجمہ کے بعد خاکسار نے سب مہمانان کرام کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ عالمگیر کا مختصر تعارف کروایا۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے بعد آپ کے خلفاء کی قیادت میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اکناف عالم میں اسلام کے پیغام کو پیار ومحبت اور امن کے ساتھ پھیلانے کی سعادت، اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں دکھی انسانیت کی خدمت اور قوموں کی پسماندگی کو دور کرنے میں جماعتی مساعی کا مختصر ذکر کیا۔

مکرم امام صاحب نے ''جنگ اور امن'' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے بیان کیا کہ جنگ اصل میں امن کے فقدان کا نام ہے۔ حقیقی اسلامی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ امن ہی ہوتا ہے۔ اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں اور پروپیگنڈا آج میڈیا کے ذریعہ پھیلایا جا رہا ہے اور اسلام کو دہشت گردی اور جارحیّت اور جنگ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

آپ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں جو مساوات، عدل و انصاف اور باہمی اخوّت کا سبق دیا، وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

اسلام تمام حالات میں امن کے قیام کی راہ کو ہموار کرتا ہے اور اس لائحہ عمل کو پیش کرتا ہے جو دنیا کے امن کے لئے ضروری ہے۔ مساوات، عدل اور انسانیت کی اقدار کو قائم کیا جائے تو پوری دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے جذبات و ذاتی اغراض کے حصول کی بجائے حکمت و دانائی کے ساتھ امن کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو جنگ کی نوبت ہی نہیں آتی۔

آخر پر مکرم امام صاحب نے چند سوالات کے جوابات بھی دئے اور اسلامی نقطہ نظر جو دنیا کے لئے امن کا پیغام دیتا ہے کے متعلق بیان کیا کہ اگر اسلام کے اس سنہری اصول کو ساری دنیا اپنا لے کہ ہر ایک سے کامل انصاف، برابری و مساوات کا سلوک کرے تو دنیا کی تمام نفرتیں دور ہو سکتی ہیں اور امن کی فضا پیدا ہو سکتی ہے اور اسی کی آج ہمیں ضرورت ہے۔

پروگرام کے آخر پر مکرم احمد علی صاحب جو کہ Director of Racial Equality Council ہیں نے حاضرین جلسہ اور محترم امام صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ جلسہ کی کل حاضری ۳۲۴ تھی جس میں سے ۴۴ مہمان (انگریز اور دوسرے) تشریف لائے

باپ کی نعمت اور یتیمی کا درد

حضرت شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ:

مجھے یاد ہے کہ جب مَیں بچہ تھا اور اپنا سر باپ کی آغوش میں رکھتا تھا تو میری قدر ومنزلت بادشاہوں جیسی ہوتی تھی۔ اگر میرے جسم پر ایک مکھی تک بیٹھ جاتی تو سب گھر والے پریشان ہو جاتے تھے۔ جب بچپن ہی میں میرے سر پر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا تو مجھے بچوں کے درد کی خبر ہوئی۔ یہ درد وہی جان سکتا ہے جس کو یتیمی کا داغ لگا ہو۔ اے دوست جس بچے کا باپ مر گیا ہو اس کے سر پر ہاتھ رکھ، اس کے چہرے سے گرد پونچھ اور اس کے پاؤں سے کانٹا نکال۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس پر کیسی بپتا پڑی ہے۔ بے جڑ کا درخت ہرگز تازہ نہیں ہوتا۔ جب تو کسی یتیم کو اپنے سامنے سر ڈالے دیکھے تو اپنے فرزند کے رخسار پر بوسہ نہ دے۔ یتیم اگر روتا ہے تو اس کا ناز کون اٹھاتا ہے۔ اگر وہ غصہ کرتا ہے تو اس کو کون برداشت کرتا ہے۔

خبردار! یتیم رو نہ پڑے کہ اس کے رونے سے عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔ محبت سے اس کی آنکھ سے آنسو پونچھ دے اور مہربانی سے اس کے چہرہ سے خاک جھاڑ دے۔ اگر اس کے سر سے سایہ اٹھ گیا تو تُو اپنے سائے میں اس کی پرورش کر''۔ (حکایات سعدی صفحہ ۷۵۔ مرتبہ طالب ہاشمی شعاع ادب لاہور)

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی)

غذا کے متعلق کچھ اور

پچھلے کالم میں مَیں نے چربی کے بارہ میں ذکر کیا تھا اور Unsaturated Fat کا دل پر مفید اثر بتایا تھا۔ Archives of Neurology کے ایک حالیہ شمارہ میں ۶۵ سال سے زیادہ عمر کے ایسے ۸۱۵ لوگوں پر ایک تحقیق کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اگر غذا میں Unsaturated Fat (یعنی ایسی چربی جو جانوروں سے نہ ہو اور نہ ہی مکھن سے) زیادہ ہو اور Saturated Fat کم ہو تو بھولے کی بیماری جسے Alzheimer's Dementia کہتے ہیں کم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس چربی کھانے والوں میں بھولے کی بیماری کا امکان دوگنا بڑھ جاتا ہے۔

نمک کا بلڈ پریشر پر اثر

نمک ہماری غذا کا لازمی جزو ہے اس لئے اس کا بلڈ پریشر پر اثر خاصی بحث کا موجب رہا ہے لیکن ۱۹۸۹ء میں Intersalt کے نام سے ایک تحقیق شائع ہوئی جس میں قریباً دس ہزار مریضوں کے کوائف اکٹھے کئے گئے۔ اس کے مطابق نمک میں زیادتی اور بلڈ پریشر سے براہ راست تعلق ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جوں جوں عمر بڑھتی ہے یہ براہ راست تعلق زیادہ مضبوط ہوتا ہے یعنی کم عمر میں نمک بلڈ پریشر کو اتنا نہیں بڑھاتا جتنا زیادہ عمر میں)۔ ہماری روزانہ غذا میں دن بھر 4.5 گرام سے زیادہ نمک نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن برطانیہ میں ہم اوسطاً ۹ گرام نمک استعمال کرتے ہیں۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا بلڈ پریشر ادویات سے کنٹرول نہیں ہو رہا وہ نمک کم کر کے دیکھیں اور جو لوگ ادویات کو لینا ہی نہیں چاہتے وہ اپنے کھانوں کی لذت کو قربان کر کے پھیکا کھانا شروع کر دیں۔ (اور اگر ایسا کرنے سے بلڈ پریشر کنٹرول نہ ہو تو پھر دوائیوں سے علاج لازم ہے کیونکہ علاج نہ کرنے کے نتائج بڑے سنگین ہو سکتے ہیں)۔

ایشیائی اقوام میں موٹاپا

عام طور پر موٹاپا مغربی اقوام کی مصیبت سمجھی جاتی ہے لیکن حال ہی میں نئی دہلی میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جو غذا کے سلسلہ میں تھی۔ UN کے ڈاکٹر پرکاش نے بیان دیا کہ تیسری دنیا کے ایشیائی ممالک میں چربی کی مقدار عام غذا میں بہت بڑھ گئی ہے جس کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش یا مشقت کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہندوستان کے ڈاکٹر کاپل نے اپنے بیان میں کہا کہ موٹاپے کا امکان ملک کے ان ۲۰ فیصد میں سب سے زیادہ ہے جو امیر اور دولتمند ہیں اور یہ طبقہ اپنی غذا میں تقریباً ۸۰ فیصد چکنائی یعنی چربی کھاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے کالج کی عمر کے نوجوان شہروں میں بسنے والوں میں موٹاپے کی شرح ۳۰ فیصد ہے۔ ملائشیا کے ڈاکٹر نور اسمٰعیل نے بیان دیا کہ بارہ ہزار بچوں پر تحقیق کے نتیجہ سے ظاہر ہوا کہ ان کی غذا میں چربی بہت زیادہ ہے اور ان کی زندگیوں میں کھیل کود اور ورزش کم ہے۔ ان میں سے ۸۰ فیصد اپنے فارغ وقت ٹی وی دیکھنے یا ویڈیو گیمز کھیلنے میں صرف کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم ایک بڑے حادثہ (Desaster) کی طرف رواں دواں ہیں۔ ہندوستان کے زرعی ماہرین نے اعتراف کیا کہ ملک میں دالوں اور سبزیوں کی پیداوار کی مقدار بڑھنے سے رُک گئی ہے جبکہ دوسرے اناج کی مقدار بڑھ رہی ہے، جیسے Cereal۔ ایک عام آدمی کو دن میں چار سو گرام پھل اور سبزیاں کھانے چاہئیں۔ لیکن یہ مقدار گر کر ۱۵۰ گرام رہ گئی ہے۔

برطانیہ میں ایشیائی لوگ

اس میں کوئی شک نہیں کہ برطانیہ میں بسنے والے ایشین لوگ (یعنی برصغیر سے آئے ہوئے لوگ) دل کی بیماریوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ اور جب یہ بیماری انہیں لگ جاتی ہے تو گوروں کی نسبت یہ قریباً پچاس فیصد زیادہ جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں لیکن یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ دل کی بیماری ایشیائیوں میں عام سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ اس سے بچنے کا ایک طریق ورزش کرنا بھی ہے کیونکہ اس سے دل کی بیماری کا امکان خاصا کم ہو جاتا ہے۔ برطانیہ کے ایک مشہور ماہر امراض قلب نے حال ہی میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں یہ اعتراف کیا ہے کہ ایشیائی لوگ عموماً ورزش کی طرف کم دھیان دیتے ہیں اور عورتیں تو خصوصاً بہت ہی کم توجہ دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایشیائیوں کی غذا میں چکنائی، میٹھا اور کیلوریز عام سے زیادہ ہوتی ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہم اپنے کھانوں کو بھوننا اور تلنا زیادہ پسند کرتے ہیں بجائے اس کے کہ اُبالیں یا ویسے ہی آگ پر سینک کر یعنی Grill کر کے استعمال میں لائیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

”ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج“

براعظم افریقہ میں پہلے ”ریڈیو اسلامک احمدیہ“ کا قیام

روزانہ لاکھوں افراد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا ایک نہایت مؤثر اور بابرکت انتظام۔ یہ سعادت خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کے حصہ میں آئی۔ فرنچ، مورے اور جولا زبانوں میں روزانہ ۱۳ گھنٹے کی نشریات

(رپورٹ: وسیم احمد ظفر - مبلغ سلسلہ بورکینا فاسو)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'

یہ الہام خدا کے فضل سے ہر دور میں مختلف انداز میں پورا ہوتا رہا اور ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا، انشاء اللہ۔ اس زمانہ میں MTA کے ذریعہ خدائے واحد کا پیغام زمین کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے اور ہر سعید فطرت اس مائدہ کو اپنی زندگی کی بقا کا جزو لازم بنا چکا ہے۔ ایم ٹی اے کی نشریات کو وصول کرنے کے لئے ڈش انٹینا اور ٹی وی وغیرہ کے علاوہ بجلی یا جنریٹر کی ضرورت ہے۔ افریقہ کے پسماندہ ممالک میں بجلی کی سہولت ہر جگہ میسر نہیں جس کی وجہ سے MTA سے کماحقہ فائدہ اٹھانے میں مشکلات حائل ہیں۔

بورکینا فاسو افریقن ممالک میں ایک پسماندہ ملک ہے جس میں ملک کے اکثر حصہ میں بجلی کی سہولت میسر نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے پاس ریڈیو ہی واحد ذریعہ معلومات و تفریح ہے۔ اور یہاں وزیر سے لے کر عام آدمی تک لوگ ریڈیو سننے کے عادی ہے۔ بڑے سے بڑے افسر کی میز پر ریڈیو ON نظر آتا ہے۔ ریڈیو سننا ان کی فطرت ثانیہ بن چکا ہے۔ اس کی وجہ سے ملک میں جگہ جگہ ٹاور لگائے گئے ہیں۔ نیشنل ریڈیو اور زرعی ریڈیو کے علاوہ ہر بڑے شہر میں متعدد FM ریڈیو سٹیشن ہیں جبکہ ۲۰/۲۵ ہزار کی آبادی والے قصبات میں بھی FM لگے ہوئے ہیں۔

عیسائیت اس ذریعہ ابلاغ سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اس وقت بکثرت شہروں میں عیسائیت کے ۲۰ ریڈیو سٹیشن مختلف ناموں سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

ریڈیو سٹیشن کے قیام کا منصوبہ

اکتوبر ۲۰۰۰ء میں منصوبہ بنایا گیا کہ اس ذریعہ ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام ملک کے طول و عرض میں پہنچایا جائے۔ اس منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ شہروں میں ہفتہ وار تقریباً فی پروگرام ایک گھنٹہ دورانیہ کے ۲۹ پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

ان پروگرامز کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم ملک کی تقریباً ستّر فیصد آبادی تک جماعت احمدیہ کا پیغام مختلف لوکل زبانوں میں پہنچا رہے ہیں۔ جس کے بڑے مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اور لوگ بڑی دلچسپی سے ان پروگرامز کو سنتے ہیں جس کا اظہار ملاقاتوں اور ٹیلی فون کے ذریعہ کرتے رہتے ہیں۔ ان پروگرامز کی وجہ سے جماعتوں کے اندر بیداری کے علاوہ تعلیمی و تربیتی ضروریات بھی پوری ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ۔

اکتوبر ۲۰۰۱ء میں جماعت احمدیہ بورکینا فاسو نے اپنا ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کے لئے حکومت کو درخواست دی تھی۔ اگرچہ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا کیونکہ اس سے پہلے غیر احمدی مسلمانوں کی متعدد درخواستیں مسترد ہو چکی تھیں۔ اور موجودہ عالمی سیاسی صورت حال میں یہ مرحلہ اور بھی زیادہ مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنا مؤقف پیش کرنے اور حکومت کو اس معاملہ میں قائل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ اگرچہ اس معاملہ میں جماعت کی بہت انکوائری اور پڑتال ہوئی۔ اس کارروائی کے دوران پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تمام صورت حال لکھ کر درخواست دعا کی جاتی رہی۔

انکوائری اور پڑتال کے تمام مراحل سے گزرنے کے بعد خدا کے فضل سے مورخہ ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو حکومت کی طرف سے براعظم افریقہ میں احمدیت کے پہلے اور بورکینا فاسو میں بھی پہلے اسلامی ریڈیو سٹیشن کے قیام کی منظوری دے دی گئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

منظوری کی ان دستاویزات پر دستخط کی تقریب کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے بہت کوریج دی اور لکھا کہ بورکینا فاسو میں یہ پہلا اسلامی ریڈیو ہے۔ اس کا نام حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے ”ریڈیو اسلامک احمدیہ“ (R.I.A.) رکھا گیا ہے۔

ریڈیو سٹیشن کی تنصیب

واگاڈوگو دارالحکومت میں فریکوئنسی کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اس ریڈیو کی تنصیب کا فیصلہ دارالحکومت سے ۳۶۵ کلومیٹر دور مغرب کی طرف بورکینا فاسو کے دوسرے بڑے شہر بوبوجولاسو (Bobo Dioulasso) میں کیا گیا۔ بوبوجلاسو کی آبادی سات لاکھ ہے۔ اس میں سے ۹۰ فیصد مسلمان ہیں۔ تجارتی لحاظ سے یہ شہر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ شہر مالی (Mali) اور آئیوری کوسٹ کی سرحد کے پاس ہے۔ اور اس سارے علاقہ کی زبان جولا ہے۔

فریکوئنسی

اس ریڈیو کے لئے حکومت کی طرف سے F.M.103.5 فریکوئنسی الاٹ کی گئی ہے۔ سر دست اس کی رینج ۵۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے بعد مرحلہ وار اس میں اضافہ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

ٹاور انٹینا اور آلات کی تنصیب

اس ریڈیو اسٹیشن کے لئے ۱۲۰ فٹ اونچا ٹاور انٹینا تیار کر کے نصب کیا گیا۔ اور اٹلی کے تیار شدہ اچھی کوالٹی کے آلات نصب کئے گئے ہیں۔ سٹوڈیو، دفاتر اور دوسرے تمام مراحل سے گزر کر ٹیسٹنگ نشریات کا آغاز مورخہ ۲۸/دسمبر ۲۰۰۲ء کو خدا کے فضل سے کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

افتتاحی تقریب

بورکینا فاسو کے اس پہلے اسلامی ریڈیو کے باقاعدہ افتتاح کی تقریب مورخہ ۳۰/دسمبر ۲۰۰۲ء کو بوبوجلاسو میں ہوئی۔ اس افتتاحی تقریب میں واگاڈوگو سے مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب آف لندن اور مکرم محمد بن صالح نائب امیر غانا (مرکزی نمائندگان)، مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ بورکینا فاسو اور بورکینا فاسو میں متعین تمام مرکزی مبلغین اور نیشنل عاملہ کے ممبران بھی شامل ہوئے۔

۳۰/دسمبر ۲۰۰۲ء صبح دس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم ودراگو بخاری صاحب ڈائریکٹر R.I.A. نے ابتدائی کلمات سے نوازا۔ اس کے بعد مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب آف فرنچ ڈیسک لندن نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کو اس سعادت پر مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ بعد میں مکرم عمر معاذ کولی بالی صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ نے لوکل زبان 'جولا' میں احمدیت کا تعارف کروایا۔ یہ سب کارروائی ریڈیو اسلامک احمدیہ سے براہ راست نشر ہوتی رہی۔

اس تقریب میں شہر کے معززین، علماء کرام اور دیگر شہریوں نے شرکت کی۔ بعد میں سٹوڈیو اور دفاتر کا افتتاح مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب آف لندن اور مکرم محمد بن صالح صاحب نائب امیر غانا نے فیتہ کاٹ کر کیا۔ سٹوڈیو میں مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب کا فرنچ میں انٹرویو براہ راست نشر کیا گیا۔ اسی طرح مکرم محمد بن صالح صاحب نے انگریزی اور غانا کی لوکل زبان Wale میں تقریر کی جو براہ راست نشر کی گئی۔ اسی طرح اس تقریب میں موجود احباب کے خیالات و تأثرات براہ راست نشر کئے گئے۔ بعد میں تمام مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے دعا کروائی۔

اس تقریب میں شریک سب افراد نے رنگ برنگے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بڑا دلکش اور خوبصورت منظر تھا۔

نشریات

ریڈیو اسلامک احمدیہ کی نشریات تین مختلف زبانوں یعنی فرنچ، مورے اور جولا میں روزانہ ۱۳ گھنٹے نشر کی جاتی ہیں۔ صبح ساڑھے پانچ بجے تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوتا ہے اور مختلف پروگرام دوپہر دو بجے تک بغیر وقفہ کے جاری رہتے ہیں۔ اس کے بعد شام پانچ بجے سے رات ۹ بجے تک مختلف نشریات ہوتی ہیں۔ جن میں تلاوت قرآن کریم، درس حدیث، درس ملفوظات، تفسیر کبیر، سوال وجواب۔ یہ سب پروگرام تینوں زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نیشنل ریڈیو بورکینا فاسو سے خبریں بھی نشر کی جاتی ہیں

ان تمام نشریات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت پسند کیا جا رہا ہے۔ سامعین ملاقاتوں اور ٹیلیفون کے ذریعہ اچھے تأثرات اور نیک خواہشات کا اظہار کر رہے ہیں۔

اس ریڈیو سٹیشن کے انچارج مکرم بشارت احمد صاحب نوید مبلغ سلسلہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے احسن رنگ میں اس کام کو ادا کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو احسن رنگ میں مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور اس ریڈیو کو نافع الناس اور بہت سی سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام سے زیادہ سے زیادہ لوگ روشناس ہوں۔ آمین۔

سیٹلائٹ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز - ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اردو کلاس میں

تدریس نماز

(تیسری قسط)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اردو کلاس میں آسان زبان میں نماز کے معانی اور مطالب سمجھاتے ہوئے فرمایا:۔

''اب رُوحانی کائنات کی باتیں شروع ہونگی۔ پہلے مادی کائنات کی باتیں تھیں۔

ربوبیت کی دو قسمیں ہیں۔پہلی ربوبیت بچے کو کھانا کھلانے کی تھی ۔دوسری جب بڑا ہو تو اٹھنے بیٹھنے کے آداب سکھائے۔ جب ہم کہتے ہیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ﴾ تو ہم دوسری ربوبیت پر آتے ہیں۔پہلی ربوبیت جانوروں ، کیڑوں،مکوڑوں کو کھانا کھلانے کی تھی ۔اب ربوبیت ترقی کر کے علوم کی ربوبیت ہے ۔اور یہ ربوبیت خدا نے سارے جہانوں کے لئے فرمائی ہے ۔ وہی مذہب میں بھی ترقی کرتے کرتے اسلام تک پہنچی ہے۔ تہذیب و تمدن میں ترقی کرتے کرتے مختلف تہذیبوں سے گزری ۔ انسان نے جو کچھ بھی سیکھا ، جو علوم بھی سیکھے یہ رب العالمین کی تعریف کرنے والی بات ہے۔اور جب ہم یہ کہتے ہیں﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ تو ہم دوسری ربوبیت پر آ گئے ۔ ﴿رَبِّ الْعَالَمِيْن ﴾ پر غور کریں تو سب سے اچھی تربیت قرآن نے کی ۔ انسانوں کو انسان بنانے کے لئے جو کچھ چاہئے تھا وہ سب اس میں جمع ہو گیا۔سب سے اچھی تربیت محمدؐ نے کی اور سب سے زیادہ علوم سکھانے والا نبی محمدؐ ہیں۔

حمد وہی ہے جو اللہ کی ہو۔اور وہی حمد کے قابل ہے جس کی حمد اللہ نے کی ہو۔اور اللہ کی حمد کہ اس نے سارے جہانوں کی تربیت کر کے ان کو چھوٹی چھوٹی حالتوں سے ترقی کر کے بڑی یونیورسٹی میں ڈال دیا اور سب سے بڑی یونیورسٹی ،قرآن کی یونیورسٹی جاری کی اور اس یونیورسٹی میں سارے علوم داخل کر دئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ایک بھی کائنات کا علم ایسا نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود نہیں ۔ ہر چیز کا ذکر ہے ، ہر چیز کی صفت بیان فرمائی ،اعلیٰ درجہ کا انسان بننے کے لئے جو کچھ چاہئے تھا قرآن میں جمع ہو گیا۔تو دوبارہ مضمون شروع ہو گیا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ۔جب دوبارہ غور کرو قرآن پر،تو رحمٰن کا ایک اور جلوہ نظر آتا ہے،حد سے زیادہ رحم انسان پر کیا کہ بن مانگے اس نے ان کو قرآن دے دیا۔ یہ مضمون حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ نے قرآن نہیں مانگا تھا،آپؐ کو تو پتہ بھی نہیں تھا کہ شریعت کیا ہوتی ہے اور کیا بوجھ پڑتے ہیں۔ جب غار میں وحی نازل ہوئی تھی تو فرشتہ کہتا تھا کہ پڑھ اور آپؐ کہتے تھے مجھے پڑھنا نہیں آتا۔کوئی خواہش نہیں تھی ۔رحمٰن خدا نے دو احسان ہم پر کیئے ۔ ایک یہ کہ بن مانگے قرآن دے دیا اور دوسرے اس کو دے دیا جس سے اچھا کوئی انسان نہیں تھا۔ ......

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن﴾ کے معنی۔رحیم کے معنی یہ بھی ہیں کہ بعد میں مجدد آتے ہیں۔ رسول اللہ آ کے گزر گئے،تو رحیم خدا پھر مجدد لے کر آیا۔خدا نے خیال کیا کہ دوبارہ سچا دین مل جائے۔ جب لوگ زیادہ بگڑ گئے تو خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا۔انہوں نے دوبارہ قرآن کی تعلیم شروع کر دی۔ یہ معنی ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ کے روحانی معنی بن گئے۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کس کو کہتے ہیں؟ دین کا مطلب ہے کسی کو کسی کے کام کی جزا دینا۔ مزدور جب مزدوری کرتا ہے تو اس کا یوم الدین کب آتا ہے؟ جب مالک سے اس کو تنخواہ ملتی ہے۔ اس کو دین کہتے ہیں ۔ اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ تم نے کیا اس کا پھل تمہیں ملے گا۔﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کا مطلب ہے کہ ہر چیز کی جزا جب تک خدا نہ چاہے نہیں مل سکتی۔ زمیندار بیج لگاتا ہے ، سارا سال محنت کرتا ہے ۔جب آخر پر فصل کاٹنے کے لئے تیار ہے تو ایسا طوفان آتا ہے کہ فصل کو مٹی میں ملا دیتا ہے ۔ایک دانہ بھی اس کو نہیں ملتا ۔ وہ سمجھتا تھا کہ مَیں مالک ہوں اس فصل کا اور ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کا یہ نشان بھی دکھلاتا ہے۔انسان غفلت میں سمجھتا ہے کہ سب کچھ اس کا ہے۔

اس پر ایک سچا واقعہ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ:مَیں اور خلیفۃ المسیح الثالثؒ دونوں زمیندار تھے ۔ شام کا وقت تھا ۔اُن کا ٹریکٹر جو فصل کاٹنے کے لئے تیار تھا جو یَوْمِ الدِّيْن کے لئے ایک مشین تھی ۔اور مَیں نے بھی وہی منگوائی تھی ۔ ہم دونوں کا خیال تھا کہ اس کے ذریعے ہم فصل کاٹیں گے ۔گندم اچھی ہوگی ۔مَیں موٹر پر بیٹھ کر احمد نگر (جہاں زمینیں تھیں) کے لئے روانہ ہوا۔موسم بھی اچھا تھا ۔خیال تھا کہ مشین ڈالوں گا اور سب کچھ ہمارے ہاتھ آ جائے گا۔ اتنے میں ایک طوفان اٹھا۔ ابھی تھوڑا آگے گیا کہ آندھی کی طرح خوفناک بگولے اٹھے اور پھر برف کے اتنے بڑے بڑے اَولے پڑے کہ صرف اولے تھے، بارش تھی ہی نہیں ۔ (حضور نے فرمایا) کہ برف کے اتنے موٹے ٹکڑے پہلے ساری زندگی نہیں دیکھے تھے ۔ موٹر کی چھت پر گڑھے پڑ گئے ۔ جب مَیں احمد نگر پہنچا ساری فصل تباہ ہو گئی ۔سارے علاقہ میں ایک دانہ ہاتھ نہ آیا۔اس کو کہتے ہیں﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ ۔

اور بتاتا ہے کہ آخر وقت تک مَیں ہی مالک ہوں۔ جب دینے کا وقت آئے گا تو مَیں دیتا رہتا ہوں تم بھول جاتے ہو۔ جب چاہے نہیں دوں گا۔ وہ رحیمیت لے کر آتا ہے بار بار فصل لاتا ہے۔انسان بھلا دیتا ہے ۔ یہ جزا سزا اُس کے قبضہ میں ہے ۔بعض عورتیں ۹ ماہ بچہ پالتی ہیں اور آخر میں وہ ختم ہو جاتا ہے تو ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ وہی ہے۔قرآن کریم پر غور کرو جب رحمٰن اور رحیم خدا کی یہ ساری نعمتیں اور رحمتیں انسان کے لئے ہیں تو جزا سزا عمل کی وہی دے گا،کوئی اور نہیں دے سکتا۔اس کو پتہ ہے کہ کیا جزا دینی ہے۔یہ رَحْمٰن اور رَحِيْم اللہ تک پہنچنے کا رستہ ہے۔

اور ربوبیت کرتا ہے۔اس کے رستہ سے ہم ربوبیت میں داخل ہو گئے ۔پھر رحمانیت آ گئی ، پھر رحیمیت آ گئی ۔ ہم رحمٰن اور رحیم خدا سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اس نے رُوحانی اصلاح کے لئے بڑے بڑے پاک بندوں کو بھیجا ۔ اگر انسان ان سب سے فائدہ اٹھائے تو پھر بھی آخری نتیجہ خدا ہی دے گا ،اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔اور مالک کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس میں عجیب بات یہ ہے کہ خدا کے نیچے اگر کسی کو مالک بنایا گیا ہے تو وہ حضرت محمدؐ ہیں ۔ ربوبیت میں بھی انہوں نے سب سے زیادہ کمال حاصل کیا، رحمانیت اور رحیمیت میں بھی اور مالک آپ کو بنایا گیا کیونکہ جو انسان کامیاب ہوتا ہے وہ رسول اللہ کے حوالہ سے ہوگا۔اگر ان کے خلاف آتے ہیں تو کامیاب نہیں ہوگا۔ گویا رسول اللہ ﷺ روحانی فیض کے لئے اس دنیا میں مالک بنا دئے گئے (اور بھی مسیح موعود نے معنی بیان کئے ہیں)۔

قرآن کریم نے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ ک ی تعریف بیان کی ہے۔آیت ہے ﴿لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾ ۔قیامت کے دن اللہ فرماتا ہے کہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کے معنی ہیں کہ وہ دن ایسا ہوگا کہ کوئی چیز بھی کسی چیز کی مالک نہیں ہوگی۔ اس وقت خدا کی حکومت کامل طور پر ہوگی ۔ یہ ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ ۔

(اردو کلاس نمبر ۳۱۳۔ منعقدہ ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

﴿وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۔ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴾(الانفطار:۱۸۔۱۹)، یہ اللہ نے کیوں فرمایا کہ تمیں کیا سمجھائیں کہ یَوْمُ الدِّيْن کیا ہے؟ کیا اللہ کو سمجھانا نہیں آتا۔مثال دی کہ اندھے کو روشنی کا بتاؤ کہ ایسی ہوتی ہے۔ وہ نہ سمجھے تو تم کہو گے کہ تم نہیں سمجھ سکتے ......(جو چیز تمہیں عطا نہیں ہوئی وہ تم سمجھ نہیں سکتے)۔تو ﴿يَوْمُ الدِّيْن﴾ کی تعریف جو ہے اس پر غور کرو تو تمہیں سمجھ آئے گا۔اس پر غور کرو﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا۔ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾(الانفطار:۲۰)۔يَوْمُ الدِّيْن وہ ہوگا جبکہ کوئی جان بھی کسی کی مالک نہیں ہوگی۔ یہ انسان سوچ نہیں سکتا جب تک خود اس پر نہ گزرا ہو۔ ہماری صفات جو ہم میں ہیں اسی سے تو ہم پہچانے جاتے ہیں ۔کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ میرا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ کیونکہ سب کچھ خدا کا دیا ہے۔اگر وہ واپس لے لے تو پھر ہر چیز ، ہر جان اُس سے محروم ہو جائے گی ۔ جو اس کو زندگی دی گئی ، رشتہ دار دئے، یہ يَوْمِ الدِّيْن کی تعریف ہے۔اس کے بعد فرماتا ہے کہ ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ انہوں نے اللہ کی شان نہیں پہچانی ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾(الزمر:۶۸) جبکہ زمین کلیۃً اس کے قبضہ میں ہوگی قیامت کے دن﴿وَالسَّمٰوٰتُ مُطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (الزمر: ۶۸) آسمان اس کے ہاتھوں میں لپٹے ہوں گے۔﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾(الزمر:۶۹) صور پھونکا جائے گا اور ہر چیز جو زمین و آسمان میں ہے غش کھا کر جا پڑے گی۔ ایسا غش ہوگا کہ کچھ بھی سمجھ نہیں آئے گی سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے گا اس کو بے ہوش نہیں کرے گا۔ پھر دوبارہ بگل بجایا جائے گا تو سارے اٹھ کھڑے ہوں گے۔﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الزمر: ۶۹) سوائے جسے اللہ چاہے گا، میں کون مراد ہو سکتا ہے؟۔سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن کے ساتھ مَیں نے یہ بات ملائی تھی)۔اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن ہے اس دن ساری چیزیں واپس مانگے گا جو اس نے دی تھیں۔ رسول اللہ نے سارا کچھ زندگی میں خدا کو دے دیا۔قرآن سے ثابت ہے ایک ذرہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔تو قیامت کے دن اللہ دوبارہ کیسے مانگے گا ۔ یہ مطلب ہے جو حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا کے نیچے رسول اللہ ﷺ مالک ہیں ۔کیونکہ جب ہر چیز اللہ کے حوالے کر دی ، اپنا وجود تک ، کچھ نہیں چھوڑا۔ قیامت کے دن خدا دوبارہ آپؐ سے نہیں مانگے گا۔اسی لئے مَیں نے اختلاف کیا۔ کیونکہ بہت سے مفسّرین لکھتے ہیں کہ رسول اللہ بھی بے ہوش ہونگے ،موسیٰ بھی بیہوش ہونگے ۔ یہ غلط ہے۔ یہ رسول اللہ پر الزام ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ بیہوش ہوں گے کیونکہ جو چیزیں ہوش وحواس میں زندگی میں دے بیٹھے ہوں اللہ دوبارہ کیسے لے سکتا ہے۔ ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ میں رسول اللہ ہیں جنہوں نے زندگی میں اپنی ملکیت خدا کے حوالہ کر دی۔﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ نماز میں سب سے مشکل کام ہے۔ سب سے بڑا وجود جس نے واقعتاً چیزیں واپس کیں وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے:﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الانعام :۱۶۳) تو اعلان کر دے کہ میری نماز ، میری قربانیاں ، میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کا ہو گیا۔ یہ اعلان یہاں ہوا ہے۔ قیامت کے دن اللہ کیسے دوبارہ مانگے گا کہ مجھے واپس کر دے۔ یہ مطلب ہے﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن﴾ کا۔ اس نقطے کو اگر کوئی سمجھا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سمجھے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ وہ رسول اللہ ہے جو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْن زمین پر بنایا گیا، ہر چیز اس کے سپرد کر دی۔ اب جو کچھ کرے گا وہ مالک کے نمائندے کے طور پر کرے گا۔ جو مالک چاہتا ہے وہی کرے گا ۔اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ بیہوش نہیں ہوں گے ۔ کیونکہ ہوش انہی چیزوں کا نام ہے۔ جو ہماری طاقتیں ہیں ان کو ہوش کہتے ہیں ۔ جب ہوش واپس گئی، سب کچھ واپس چلا گیا۔اس لئے ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ﴾ سے مراد ہے کہ پہلا بگل ایسا ہوگا کہ ہر چیز اپنی ہر طاقت سے محروم کر دی جائے گی کیونکہ اصل مالک اللہ ہے جو پہلے واپس کر چکے ہونگے ان سے نہیں مانگے گا۔

(اردو کلاس نمبر ۳۱۴۔ منعقدہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ماہنامہ "خالد" ربوہ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے بعض صحابہؓ کے بیان فرمودہ منتخب واقعات مرتب کئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت اقدسؑ سے نیاز حاصل کرنے کے لئے لاہور سے دو دن کی رخصت لے کر آیا۔ رات بٹالہ پہنچا اور رات وہاں گزار کر صبح پیدل قادیان روانہ ہو گیا۔ ابھی سورج نکلا ہی تھا کہ قادیان پہنچ گیا۔ حضورؑ ایک جگہ راستہ میں مل گئے۔ سلام کے بعد دریافت کرنے پر بتایا کہ رات بٹالہ گزار کر وہاں سے پیدل ہی آ رہا ہوں۔ حضورؑ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں تو بڑی تکلیف ہوئی ہو گی۔ پھر پوچھا: چائے پیو گے یا لسی۔ مَیں نے کہا: حضور! کچھ نہیں۔ فرمایا: تکلّف کی ضرورت نہیں، ہمارے گھر گائے ہے جو تھوڑا سا دودھ دیتی ہے۔ گھر والے چونکہ دہلی گئے ہوئے ہیں اس لئے اس وقت لسی بھی موجود ہے اور چائے بھی۔ مَیں نے کہا: حضور! لسی پی لوں گا۔ حضورؑ نے مجھے مسجد مبارک میں بھیج دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضورؑ خود ایک ہانڈی اور چینی اٹھائے ہوئے دروازہ سے نکلے۔ حضورؑ نے ہانڈی میرے سامنے رکھ دی اور اپنے دست مبارک سے گلاس میں لسی ڈالنے لگے۔ اس پر مَیں نے خود گلاس پکڑ لیا۔ پھر کچھ دوست اَور بھی آ گئے اور ہم سب نے لسی پی اور حضورؑ خود ہی برتن اٹھا کر واپس تشریف لے گئے۔ حضورؑ کے اخلاق کریمانہ کی یہ ایک مثال ہے۔

حضرت نور احمد صاحب کابلیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سال بہت بارش ہونے پر ڈھاب کا پانی کناروں سے نکل آیا۔ میرا مکان ڈھاب کے کنارہ پر تھا اس لئے دیواروں تک پانی پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ پانی مکان میں داخل ہو جاتا اور مکان گر جاتا کہ کسی نے حضور علیہ السلام سے میری پریشانی کا ذکر کر دیا۔ صبح سیر کے وقت حضورؑ حضرت اماں جانؓ اور کچھ دیگر مستورات کے ساتھ میرے مکان میں تشریف لائے اور حالات دیکھ کر فرمایا: "اللہ اب رحم کرے گا، بارش بند ہونے پر دیواروں کے ساتھ مٹی ڈال لینا"۔ حضورؑ نے جس دن یہ فرمایا اُس دن سے بارش ایک عرصہ تک بند رہی اور ہم نے مکان کے اردگرد مٹی ڈال لی۔ پھر بڑی بڑی بارشیں ہوئیں لیکن کبھی میرے مکان کو خطرہ محسوس نہیں ہوا۔

حضورؑ نے ایک بار حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ سے فرمایا کہ دعا دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک عام دعا ہے جو کہنے والوں کے لئے اور بوجہ ہمدردی سب کے لئے ہوتی ہے لیکن ایک خاص دعا ہے جو اُس وقت تک نہیں کی جاسکتی جب تک کوئی شخص ہمارے دل میں اپنا درد نہ پیدا کر دے۔ پس خاص دعا کرانے والے کو چاہئے کہ ہمارے سامنے رہ کر اور پاس آ کر جس طرح اُس سے ہوسکے ہمارے دل میں درد پیدا کرے۔ مَیں جب کسی کے لئے خاص دعا کرتا ہوں تو پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کا جواب دیتا ہے مگر جب اپنی بیماری کے متعلق دعا کرتا ہوں تو اُس کا جواب نہیں ملتا جس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح دو زرد چادروں میں آئے گا اس لئے خدا تعالیٰ کو اپنے رسول ﷺ کی زبان کا اس قدر پاس ہے کہ مَیں اپنی بیماری کے متعلق جو دعا کرتا ہوں تو اس کا جواب نہیں ملتا۔

حضرت سراج الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کا کاربنکل کا آپریشن ہوا اور اُن کی حالت نازک ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ مزید علاج بے سود ہے۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی تو آپؑ نے عام حکم دیدیا کہ سب دعائیں کریں اور خود بھی بیت الدعا میں دروازہ بند کر کے دعا میں مشغول ہو گئے۔ اُسی وقت مولوی صاحبؓ کی حالت سنبھلنے لگی اور وہ ہوش میں آ گئے۔ اُسی شام ہم اُن سے ملنے گئے تو دیکھا کہ چند ہی گھنٹوں میں اُن کی حالت بدل چکی تھی۔ اگرچہ میرا اُن سے بہت تعارف نہ تھا لیکن انہوں نے نہ صرف پہچان لیا بلکہ کسی کے پوچھنے پر میرا نام اور گاؤں کا نام وغیرہ بھی بتادیا۔

حضرت مولوی محبّ الرحمٰن صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں اپنے والد حضرت منشی حاجی حبیب الرحمٰن صاحبؓ کے ہمراہ قادیان گیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ہمارے لئے چائے بھجوائی۔ والد صاحب جلدی جلدی چائے پی کر نیچے چلے گئے کیونکہ حضورؑ نے سیر پر جانا تھا اور انتظار فرما رہے تھے۔ کچھ دیر بعد والد صاحب بھاگتے ہوئے میرے پاس آئے اور بتایا کہ حضورؑ میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ مَیں نیچے پہنچا تو حضورؑ سیر کو چل پڑے۔ چونکہ مَیں کافی چھوٹا تھا اس لئے کچھ دُور جا کر مجھے واپس جانے کا حکم دیا تاکہ تھک نہ جاؤں۔

حضرت سید میر حامد شاہ صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے قادیان سے رخصت ہونے کی اجازت حضور علیہ السلام سے ایک رقعہ گھر بھیج کر طلب فرمائی تو آپؑ نے فرمایا: ہم ابھی باہر آتے ہیں۔ حضورؑ کے دیدار کی خاطر وہاں اَور بھی کئی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضورؑ دودھ کا بھرا ہوا ایک لوٹا ہاتھ میں پکڑے تشریف لائے۔ رومال میں کچھ مصری بھی تھی اور گلاس حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ کے ہاتھ میں تھا۔ پوچھا: شاہ صاحب کہاں ہیں۔ مَیں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: حاضر ہوں۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ مَیں اُسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ حضورؑ نے دودھ کا گلاس بھرا، مصری ملائی اور مجھے پلایا۔ پھر دوسرا گلاس عنایت فرمایا۔ پھر تیسرا گلاس بھرا تو مَیں نے عرض کی کہ حضور! اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ فرمایا: ایک اَور پی لو۔ مَیں نے وہ گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضورؑ نے جیب سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا: یہ جیب میں ڈال لو، راستہ میں اگر بھوک لگی تو یہ کھانا۔ پھر فرمایا: چلو آپ کو چھوڑ آئیں۔ مَیں نے عرض کی کہ حضورؑ تکلیف نہ فرمائیں، مَیں سوار ہو جاتا ہوں۔ لیکن حضورؑ مجھے ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ دوسرے لوگ بھی ہمراہ تھے۔ کافی دُور پہنچ گئے تو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے میرے کان میں فرمایا کہ آگے ہو کر رخصت لو، جب تک تم اجازت نہ مانگو گے، حضورؑ بڑھتے چلے جائیں گے۔ اس پر مَیں نے آگے بڑھ کر اجازت مانگی تو حضورؑ اپنے سامنے سوار کر کے پھر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت امّ عمارہ رضی اللہ عنہا

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ اگست ۲۰۰۲ء میں حضرت امّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں ایک مضمون مکرمہ امۃالحئی فائزہ صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت امّ عمارہؓ انصاریہ تھیں اور قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آنحضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ تبلیغ کے لئے پہنچے تو حضرت امّ عمارہؓ کا خاندان بھی مسلمان ہو گیا۔ جب مدینہ کے ۷۵ مسلمانوں نے مکہ کے قریب ایک گھاٹی میں آنحضرت ﷺ کی بیعت کی تو اُن میں حضرت امّ عمارہؓ بھی شامل تھیں۔

آپؓ نہایت جری اور بہادر خاتون تھیں۔ غزوۂ احد میں شامل ہوئیں۔ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں جب دشمن کی سخت یلغار کے وقت آپؓ بھی آنحضور ﷺ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو گئیں۔ کئی کافروں کے حملے ڈھال سے روکے، دشمن کے گھوڑے کا پاؤں کاٹ دیتیں اور اپنے بیٹے کی مدد سے کافر سوار کا خاتمہ کر دیتیں۔ لڑائی کے بعد آپؓ کا جب ذکر ہوا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: "مَیں غزوۂ احد میں ان کو برابر اپنے دائیں بائیں لڑتے دیکھتا تھا"۔ لڑائی کے دوران جب ایک کافر کے پتھر سے آنحضور ﷺ کے دو دانت شہید ہو گئے اور ابن قمئہ نے تلوار کا وار کیا جس سے خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں دھنس گئے اور خون ٹپکنے لگا تو امّ عمارہؓ نے بے اختیار ابن قمئے پر حملہ کیا۔ وہ زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے اُس پر کوئی اثر نہ ہوا لیکن اُس نے جواباً تلوار ماری تو آپؓ کے کندھے پر کاری زخم آیا اور آپؓ خون میں نہا گئیں۔ آنحضور ﷺ نے اپنے سامنے کھڑے ہو کر پٹی بندھوائی اور چند بہادر صحابہؓ کا نام لے کر فرمایا: "واللہ! آج امّ عمارہ کا کارنامہ اُن کے کارناموں سے بہت زیادہ اہم ہے"۔ آپؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ مَیں جنت میں آپؐ کے ساتھ ہوں۔ آنحضور ﷺ نے دعا کی تو بولیں: اب مجھے دنیا کی کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔

جنگ اُحد میں آپؓ کا بیٹا عبداللہ بھی زخمی ہو گیا تو آپؓ نے اُس کی خود مرہم پٹی کی اور بولیں: جاؤ بیٹا! اب لڑو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے امّ عمارہ! جتنی طاقت تجھ میں ہے، کسی میں کہاں ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب اہل یمامہ کے سردار مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اُس کو نبی نہ ماننے والے مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچانے لگا تو ایک روز امّ عمارہؓ کے بیٹے حبیب بن زیدؓ اُس کے ہاتھ لگ گئے جو عمان سے مدینہ آ رہے تھے۔ مسیلمہ کی نبوت کا انکار کرنے پر اُس نے حبیبؓ کے اعضاء باری باری کاٹنے شروع کئے لیکن اُس بہادر نے اپنی شہادت تک کلمہ شہادت کے سوا کچھ منہ سے نہ نکالا۔ اُن کی شہادت کا علم امّ عمارہؓ کو ہوا تو بہت صبر سے برداشت کیا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے مسیلمہ کے خلاف حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں چار ہزار مسلمانوں کا لشکر روانہ فرمایا تو امّ عمارہؓ بھی حضرت ابوبکرؓ کی اجازت سے لشکر کے ساتھ ہو لیں۔

مسیلمہ کذاب کے ساتھ مسلمانوں کا سخت مقابلہ ہوا اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ کفار اس سے کہیں زیادہ (آٹھ نو ہزار) مارے گئے۔ لڑائی کے دوران امّ عمارہ اپنی برچھی اور تلوار لے کر دشمن کی صفیں چیرتی اور زخم کھاتی ہوئیں مسیلمہ کے قریب پہنچیں اور ابھی وار کرنا ہی چاہتی تھیں کہ دو تلواروں نے مسیلمہ کا خاتمہ کر دیا۔ دیکھا تو آپؓ کے بیٹے عبداللہ کھڑے تھے۔ ایک تلوار اُن کی تھی اور ایک وحشی بن حرب کی۔ اُمّ عمارہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اُسی وقت سجدۂ شکر ادا کیا۔ لیکن چونکہ بہت زخمی ہو چکی تھیں اور ایک ہاتھ بھی کٹ چکا تھا اس لئے بہت کمزوری ہو گئی تھی۔ حضرت خالدؓ نے تیمارداری اور علاج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی چنانچہ صحت یاب بھی جلد ہو گئیں۔

حضرت عمرؓ بھی امّ عمارہؓ کا بہت احترام فرماتے۔ ایک بار مال غنیمت میں بیش قیمت کپڑے آئے جن میں ایک نہایت قیمتی دوپٹہ بھی تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ اپنے بیٹے عبداللہ کی بیوی کو دیدیں۔ آپؓ نے فرمایا: مَیں سب سے زیادہ حقدار امّ عمارہ کو سمجھتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا تھا کہ مَیں جدھر نظر ڈالتا تھا امّ عمارہ ہی امّ عمارہ لڑتی نظر آتی تھیں۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, March 28, 2003 | Issue No. 13

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

آنحضرتؐ کی مصلحانہ شان کا ایک درخشندہ پہلو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے ۱۶؍مارچ ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں عہد نبویؐ کا ایک روح پرور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’مَیں رسول کریم ﷺ کا طریق عمل ایک چھوٹے سے واقعہ سے بتا دیتا ہوں......آپ ایک دفعہ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آ کر کہنے لگا مجھے کچھ دو۔ آپ نے اسے کوئی چیز دی۔ روای کا خیال ہے کہ وہ چیز اونٹنی وغیرہ تھی۔ پھر یہ معلوم کرنے کے کہ آیا اس کی تسلی ہوگئی ہے یا نہیں۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا مَیں نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے یعنی تمہاری ضرورت پوری ہوگئی۔ اس نے جواب دیا کہ حسن سلوک اور ضرورت کا پورا ہونا تو دُور کی بات ہے، آپ نے تو معمولی رواداری کا برتاؤ بھی نہیں کیا۔ اس پر صحابہؓ کو غصہ آیا اور وہ اُسے مارنے لگے کہ اِس نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے۔ مگر آپؐ نے ان کو روک دیا اور اس اعرابی سے کہا کہ میرے پیچھے آؤ۔ آپؐ اسے الگ لے گئے اور کہا کہ تم سائل کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے اور مَیں نے تمہارے ساتھ سلوک کر دیا اور پوچھا کہ مَیں نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے؟ مگر تم نے جواب دیا کہ معمولی رواداری بھی نہیں کی۔ پھر آپ نے اسے کچھ اور دیا جو راوی کو یاد نہیں رہا، کیا تھا۔ اور پھر پوچھا کیا اب تمہارے ساتھ حسن سلوک کر دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اب واقعی کر دیا ہے۔ میری طرف سے اور میرے اہل و عیال کی طرف سے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے پہلے جواب سے سننے والوں کو غصہ آیا تھا جس سے ان کے دلوں میں تمہارے متعلق نفرت رہے گی اس لئے بہتر ہے کہ جب پھر مجلس بیٹھی ہو تو مَیں تم سے یہی سوال کروں گا اور تم اگر چاہو تو اپنے جواب سے ان کے جذبات میں تبدیلی کر سکتے ہو۔ چنانچہ پھر مجلس کے موقعہ پر وہ آیا۔ آپ نے اس سے وہی سوال کیا اور اس نے کہا آپ نے میرے ساتھ حسن سلوک کر دیا اب مَیں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے اور میرے اہل و عیال کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر آپؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا، ناواقف تھا اور مجھ سے حسن سلوک کی امید رکھتا تھا۔ اس کی امید کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک نہ ہوا اور تم اسے مارنے کے لئے دوڑے لیکن مَیں نے روکا اور اسے خوش کیا۔ اور میری تمہاری مثال ایسی ہی ہے کہ کسی شخص کی اونٹنی بھاگ گئی اس کے رشتہ دار اور دوست سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوگئے اور اس کے پیچھے بھاگنے لگے مگر وہ ان کے شور سے بدک کر اور بھی تیز بھاگنے لگی۔ اس نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا کہ بھائیو! میری حالت پر رحم کرو اور یہ احسان مجھ پر نہ کرو۔ مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ اور جب وہ لوگ ہٹ گئے اور شور کم ہوا تو اونٹنی بھی ذرا آہستہ ہوئی۔ اس نے سبز گھاس اکھاڑ کر اس کے سامنے کیا اور اس طرح چمکار کر اسے پکڑ لیا۔ اسی طرح یہ شخص میرے پاس آیا تو تم لوگوں نے یہ کوشش کی کہ یہ بِدک کر بھاگ جائے۔ اگر وہ چلا جاتا تو ضرور جہنم میں جا گرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کامیابی دی اور مَیں نے اسے بچا لیا۔

آپ نے اُس وقت وہ محبت، شفقت اور مہربانی ظاہر کی جو بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل میں تھی اور اس طرح بتا دیا کہ انسان کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔ ساری دنیا ہماری ضَآلّۃ ہے۔ پہلے مسیح نے اپنے نہ ماننے والوں کو گم گشتہ بھیڑیں قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ مَیں انہیں جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی کھوئے ہوؤں کو جمع کرنے آئے ہیں اور عربستان کی نسبت سے جن کھوئے ہوؤں کو جمع کرنے کے لئے آپ آئے تھے انہیں اونٹ یا اونٹنیاں کہا جاسکتا ہے‘‘۔**

(خطبات جمعہ جلد ۱۵ صفحہ ۹۴-۹۵)

......☆......☆......

آسمانی تحریک کے عالمی ’’فقیر‘‘

حضرت مصلح موعودؓ کا بیان فرمودہ معرفت سے لبریز لطیف نکتہ:

’’مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دنیا کے توپ خانوں کی زد میں آتے ہیں اور وہ کبھی ظلم و ستم کی تلوار کے سایہ کے بغیر ترقی ہی نہیں کر سکتے۔ پس ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں ان کی شاخیں ہوں تا کہ ایک جگہ وہ ظلم و ستم کا تختۂ مشق ہوں تو دوسری جگہ ان کی امن کے ساتھ ترقی ہو رہی ہو اور تا کہ ان کا مذہبی لٹریچر دشمن کی دست بُرد سے محفوظ رہے۔ جو شخص بھی اس سلسلہ کو ایک آسمانی تحریک سمجھتا ہے اسے اس امر کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔ اور جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتا وہ حقیقت میں اس سلسلہ کو بالکل نہیں سمجھتا۔ غرض سلسلہ احمدیہ کسی جگہ بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے جب تک ہم سارے ممالک میں اپنے لئے جگہ تلاش نہ کریں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ **ہماری مثال فقیر کی طرح ہے جو سب دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ دنیا میں نئے نئے رستے تلاش کریں اور نئے نئے ممالک میں جا کر تبلیغ کریں‘‘۔**

(خطبات جمعہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۴)

وہ علم دے جو کتابوں سے بے نیاز کرے
وہ عقل دے کہ دو عالم میں سرفراز کرے
مجھے تو اس سے غرض ہے کہ راضی ہو دلبر
یہ کام قیس کرے یا کوئی ایاز کرے
خدا کرے اسے دنیا و آخرت میں تباہ
جو دشمنان محمدؐ سے سازباز کرے

(کلام محمود)

......☆......☆......

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک محیّر العقول علمی اعجاز

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’براہین احمدیہ چونکہ خاص طور پر الہام الٰہی کے ماتحت لکھی گئی تھی اس لئے اس میں دوسری تحریروں سے بہت کچھ امتیاز نظر آتا ہے تاہم ایک رنگ کا اشتراک بھی پایا جاتا ہے مگر جب آپ نے دعویٰ فرمایا تو اس وقت سے لے کر وفات تک **آپ کی تحریر و تبلیغ کا رنگ بالکل جداگانہ ہے۔**

دونوں زمانوں کی تحریرات پڑھ کر دیکھ لو۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کی تحریرات کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں پڑھنے والے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں مگر بعد میں جو کتابیں آپ نے لکھی ہیں ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ سچے مسلمان بن جائیں۔ صرف نام کے طور پر اسلام میں داخل نہ ہوں، صرف منہ سے کلمہ نہ پڑھیں بلکہ دل سے پڑھیں۔ فلسفیانہ دلائل اور عقلی بحثیں بھی بے شک آپ کی تحریروں اور تقریروں میں موجود ہیں مگر بالکل ضمنی طور پر۔ وگرنہ انہی دلائل پر زیادہ زور ہے **جو خدا کے قریب کرنے والے ہیں‘‘۔**

(خطبات جمعہ صفحہ ۱۲۸)

جداگانہ رنگ کا یہ اعجاز بالکل واضح ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود کے درج ذیل اشعار حضور کے عارفانہ علم کلام کی نہایت عمدگی اور پوری شان سے ترجمانی کرتے ہیں:۔

ہے غضب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس امت کا قصوں پر مدار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
ہے یہی وحی خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اس کو ملے وہ دوستدار

بقیہ: ایک انکشاف از صفحہ نمبر ۸

کے بھائیوں کو صاف اور سادہ طور پر حضرت مسیح ناصریؑ کے بھائی بہن قرار دیا گیا ہے۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کی والدہ حضرت مریم کے دائمی کنواری ہونے کا عقیدہ عام طور پر رائج ہے اس لئے بھائی بہن کے لفظ کی تاویل کی جاتی ہے۔ مشرقی آرتھوڈاکس چرچ کا رجحان یہ ہے کہ بھائی بہن حضرت مریم کے شوہر یوسف کی پہلی بیوی کی اولاد تھے اور چوتھی صدی کے عالم جیروم نے یہ خیال پیش کیا کہ یہ بھائی بہن دراصل حضرت مسیحؑ کے کزن تھے۔ ان دونوں خیالات کی کوئی تصدیق نئے عہدنامہ سے نہیں ہوتی۔

(۶)...... مندرجہ بالا امور کی روشنی میں Andre Lemaire کا یہ نظریہ درست بھی ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا صندوق حضرت مسیحؑ کے بھائی یعقوب کا ہے۔ مگر یہ نظریہ ابھی مفروضہ کی حد تک ہے اور بہت سے سوالات ابھی حل طلب ہیں۔

(۷)...... اس معاملہ میں اس احتیاط کی ضرورت ہے کہ گزشتہ دس بارہ سال سے یعقوب کی شخصیت کو مغرب کا ایک طبقہ ابھارنے کی کوشش کر رہا ہے جس کے پیچھے واللہ اعلم کیا سیاست کام کر رہی ہے۔ غالباً ایک طرف تو یعقوب کو پہلی صدی کے فلسطین میں اصلاح و تجدید کا اصل ہیرو قرار دینے کی کوشش ہے۔ دوسری طرف سے یعقوب کی شخصیت کے ذریعہ جو موسوی شریعت کے سختی سے پابندی کرنے والے بھی تھے مگر حضرت مسیح ناصری کے بھائی اور جانشین بھی تھے اس خلیج کو پاٹنے کی ایک کوشش کی جا رہی ہے جو اہل کتاب کے دو گروہوں میں ظاہری تعلقات کے باوجود بہت گہری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے پس پشت عربوں کے خلاف اتحاد قائم کرنا مقصود ہو اور اس صندوق کا انکشاف اسی سلسلہ کی ایک بڑی ہو۔

وَاللّٰہُ اَعْلَم

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔